ماہنامہ

انصار اللہ

ربوہ

فروری ۱۹۹۴ء

ایڈیٹر نصر اللہ خاں ناصر

فارسی منظوم کلام

ہر کہ عارف تر ست ترساں تر

چہ مُہیب است شان و شوکتِ تُو ❊ چہ عجیب است کار و صنعتِ تُو

تیری شان و شوکت کس قدر باعظمت ہے۔ تیری صنعت اور تیرا کام کتنا عجیب ہے۔

حمد را، با تو نسبت، از آغاز ❊ نے در آں کس شریک، نے انباز

شروع ہی سے حمد کا تیرے ساتھ تعلق ہے۔ اور اس معاملہ میں نہ کوئی تیرا شریک ہے نہ ہمسر

تو وحیدی و بے نظیر و قدیم ❊ مُتنزّہ ز ہر قسیم و سہیم

تُو اکیلا، بے مثل اور ازلی ہے۔ اور ہر ساجھی اور شریک سے پاک ہے۔

کس نظیر تو نیست، در دو جہاں ❊ ہر دو عالم توئی، خُدائے یگاں

دونوں جہاں میں تیرا کوئی نظیر نہیں۔ دونوں عالم میں تُو اکیلا ہی خدا ہے۔

زورِ تو غالب است، بر ہمہ چیز ❊ ہمہ چیزے، بہ جَنبِ تو ناچیز

ہر شے پر تیری طاقت غالب ہے۔ اور ہر چیز تیرے مقابل پر ناچیز ہے۔

ترسَشت، ایمن کُنَد زِ ترس و خطر ❊ ہر کہ عارف ترست، ترساں تر

تیرا خوف ہر ڈر اور خطرہ سے محفوظ کر دیتا ہے۔ جو تیری معرفت زیادہ رکھتا ہے وہی تجھ سے زیادہ ڈرتا ہے

خلق جوید، پناہ و سایۂ کس ❊ واں پناہِ ہمہ، تو ہستی و بَس

مخلوق کسی کا سایہ اور پناہ تلاش کرتی ہے۔ وہاں سب کی پناہ تیری ہستی ہے اور بس

(درثمین فارسی مترجم صفحہ ۱۳-۱۲)

وقف جدید کے نئے سال کا اعلان اور جماعت احمدیہ عالمگیر کو نئے سال کی مبارکباد

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ساری جماعتیں سبقت فی الخیرات کا ایک ایسا جذبہ رکھتی ہیں کہ اسکی مثال دنیا کی کسی اور قوم کسی اور جماعتیں نہیں مل سکتی

پاکستان کو دنیا بھر کی جماعتوں پر وقف جدید کے چندے کے لحاظ سے سبقت حاصل ہوئی ہے

احمدیہ ٹیلی ویژن پر پروگراموں کی تفصیل۔ قرآن کریم کے معارف سکھانے۔ مختلف زبانوں کی تعلیم اور دیگر علمی و تفریحی پروگراموں کا منصوبہ۔ ۱۲۔ گھنٹے کا نشریاتی دورانیہ

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ مورخہ ۳۱۔ دسمبر ۱۹۹۳ء بمقام روز ہل ماریشس

تشہد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

۱۹۹۳ء کا سال جمعہ کے روز ہی شروع ہوا تھا اور جمعہ کے روز ہی ختم ہو رہا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ غیر معمولی برکتیں جماعت کیلئے لایا ہے جو آئندہ ہمیشہ جاری رہنے والی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ سال اس حال میں اختتام پذیر ہو رہا ہے کہ اگلے سال کیلئے بھی بہت سی خوش خبریاں پیچھے چھوڑ کر جا رہا ہے۔ جن کا ذکر میں انشاء اللہ وقف جدید کے اعلان کے بعد دوسرے حصّہ میں کروں گا۔ جیسا کہ سابقہ

وقف جدید کے نئے سال کا اعلان

روایات رہی ہیں۔ ہر سال کے آخر پر جو آخری خطبہ ہو اس میں وقف جدید کے نئے سال کا اعلان کیا جاتا ہے۔ وقفِ جدید کا آغاز ۱۹۵۷ء کے آخر میں ہوا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے جب تک خدا تعالیٰ نے مجھے منصب۔۔۔۔ پر فائز نہیں فرمایا میں اس وقت سے لے کر آخر تک وقف جدید میں ایک خادم کی حیثیت سے کام کرتا رہا۔ اس پہلو سے اس تحریک سے مجھے ایک زائد قلبی وابستگی بھی ہے اور یہ اعلان کرتے ہوئے بہت خوشی ہو رہی ہے کہ یہ تحریک اللہ کے فضل کے ساتھ دن دگنی، رات چوگنی ترقی کرتی چلی جا رہی ہے۔ اور اس کا فیض زیادہ وسیع ممالک پر محیط ہو رہا ہے۔ جب میں نے ۱۹۹۳ء کے سال کا اعلان کیا تو مجھے یاد ہے کہ مَیں نے یہ اعلان کیا تھا کہ وقف جدید کا جو بیرون کا حصہ ہے یعنی وقف جدید کا ایک تعلق تو پاکستان، بنگلہ دیش اور ہندوستان سے ہے اور شروع میں وقف جدید انہی ممالک سے مخصوص رہی۔ چندوں کے اعتبار سے بھی اور خدمت کے اعتبار سے بھی۔ چند سال پہلے مَیں نے یہ اعلان کیا کہ جہاں تک چندوں کا تعلق ہے، سب دنیا کو وقفِ جدید کی تحریک میں شامل ہونا چاہیئے۔ کیونکہ جب تحریک جدید کا آغاز ہوا تھا تو ہند و پاک اور بنگلہ دیش میں چندے جمع کئے جاتے تھے اور

اسے ساری دنیا پر خرچ کیا جاتا تھا۔ اب جب کہ ساری دنیا میں جماعتیں مستحکم ہو چکی ہیں تو اسی اصول کے تابع کہ

هَلْ جَزَاءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ

کوشش کرنی چاہیئے کہ باہر سے چندہ اکٹھا کر کے اب ان ممالک میں وقفِ جدید کے مقاصد پر خرچ کریں۔ اس پہلو سے جماعت نے اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ غیر معمولی اخلاص کے ساتھ لبیک کہا۔ گذشتہ سال کے آغاز پر مَیں نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ بیرون پاکستان کا چندہ اب کروڑ کے قریب پہنچ چکا ہے اور مَیں سمجھتا ہوں کہ اگر جماعت ذرا مزید کوشش کرے تو سال کے اختتام تک انشاء اللہ بیرون کا چندہ ایک کروڑ سے زائد ہو سکتا ہے۔ جس وقت مَیں نے یہ اعلان کیا اس وقت پاکستان سمیت کُل وعدہ جات ایک کروڑ باون لاکھ چھیالیس ہزار آٹھ سو چھیاسٹھ روپے کے تھے اور بہت بڑی رقم جو درمیان میں رہ گئی تھی وہ وصولی میں کمی تھی۔ پھر بھی مجھے یقین تھا اور یہ میرا لمبا تجربہ ہے کہ یہ جماعت جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت ہے۔ ایک اعجازی جماعت ہے۔ اس جماعت سے جتنی بھی بڑی توقعات کی جائیں، اللہ تعالیٰ کے فضل سے انہیں پورا کرتا چلا جاتا ہے اور حیرت انگیز طور پر بعض دفعہ ایک ناممکن بات بھی ممکن ہوتی دکھائی دیتی ہے۔ پس اسی امید پر مَیں نے یہ اعلان کیا تھا۔ آج مجھے یہ اعلان کرتے ہوئے خوشی ہو رہی ہے کہ ۱۹۹۳ء میں وقف جدید کی مجموعی وصولی ایک کروڑ اکانوے لاکھ روپے تک پہنچ چکی ہے۔ اس میں سے اگر پاکستان، بنگلہ دیش وغیرہ کا وعدہ نکال دیا جائے تب بھی ایک کروڑ بیس لاکھ روپے باہر کی وصولی ہے اور پاکستان، بنگلہ دیش اور بیرونی ممالک کی وصولی ملا کر ایک کروڑ اکانوے لاکھ اڑسٹھ ہزار باسٹھ روپے ہوئی ہے۔ جہاں تک بیرون کے وعدوں کا تعلق ہے وہ ترانوے لاکھ انتیس ہزار تین سو بہتّر روپے کے تھے جبکہ وصولی ایک کروڑ اٹھارہ لاکھ اکتیس ہزار تین سو پانچ روپے تک پہنچ گئی۔

پس خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جماعت نے اس توقع کو بہت نمایاں طور پر پورا کیا اور مَیں امید رکھتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ اسی طرح آئندہ بھی جماعت کا قدم ترقی کی طرف رواں دواں رہے گا۔ جہاں تک جماعتوں کی آپس کی دوڑ کا تعلق ہے، مَیں نمونۃً چند جماعتوں کی مثالیں آپ کے سامنے پیش کرتا رہا ہوں۔ آج بھی چند مثالیں آپ کے سامنے رکھنے کے لئے نکالی ہیں۔ مجموعی طور پر خدا تعالیٰ کے فضل سے پاکستان کو دنیا بھر کی جماعتوں پر وقف جدید کے چندے کے لحاظ سے سبقت حاصل ہوئی ہے اور وہ باقی ممالک سے نمایاں طور پر آگے ہے۔

گذشتہ سال جب جماعت کے عام چندوں اور چندہ وصیت وغیرہ کے متعلق مَیں نے موازنہ پیش کیا تھا اور یہ بتایا تھا کہ جرمنی نے اس سال جماعت کی تاریخ میں پہلی مرتبہ پاکستان کو پیچھے چھوڑ دیا ہے۔ اس پر مجھے پاکستان سے بہت سے احتجاج کے خطوط ملے۔ شکووں کے خط ملے۔ جیسے مَیں نے جرمنی کو زبردستی آگے کر دیا ہو اور

یہ پڑھ کر مجھے لطف آتا تھا کہ ساتھ جوش کا اظہار تھا کہ بس ایک دفعہ غلطی ہوگئی اب ہم نے انہیں آگے نہیں نکلنے دینا اور اب ...... وقف جدید کی رپورٹ سے پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے جرمنی کو تیسرے نمبر پہ کر دیا ہے اور تقریباً جرمنی سے دوگنے وعدے ہیں۔ پس اللہ کے فضل سے ساری جماعتیں سبقت فی الخیر کا ایک ایسا جذبہ رکھتی ہیں کہ اس کی مثال دنیا کی کسی اور قوم کسی اور جماعت میں نہیں مل سکتی۔ پاکستان نمبر ایک ہے اور امریکہ چالیس لاکھ ترلیسٹھ ہزار روپے کی وصولی کے ساتھ دوسرے نمبر پہ آتا ہے۔ تیسرے نمبر پہ جرمنی ہے اور جب تک ماریشس کا نام نہیں آتا، میں یہ فہرست پڑھتا چلا جاؤں گا۔ چوتھے نمبر پہ کینیڈا ہے، پانچویں نمبر پہ برطانیہ ہے۔ چھٹے نمبر پہ انڈیا ہے، ساتویں نمبر پہ سوئٹزرلینڈ، آٹھویں پہ جاپان، نویں پہ انڈونیشیا اور دسویں نمبر پہ ماشاءاللہ ماریشس ہے۔ جماعت کی تعداد کے لحاظ سے ماریشس نے خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت نمایاں قربانی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو مبارک فرمائے۔ فی کس قربانی کے لحاظ سے سوئٹزرلینڈ نے یہ فیصلہ کر رکھا ہے کہ وقف جدید میں ہم نے دنیا کے کسی اور ملک کو آگے نہیں نکلنے دینا۔ اس سال بھی خدا کے فضل سے وہ اس عہد پہ قائم رہے۔ چنانچہ فی کس وصولی کے لحاظ سے یعنی اسی پونڈ سے کچھ زائد فی کس چندہ وقف جدید، چندہ دہندگان نے ادا کیا جو خدا کے فضل سے غیر معمولی قربانی ہے کیونکہ بے شمار دوسرے چندے بھی ہیں اور وقف جدید ان میں نسبتاً چھوٹی حیثیت کا چندہ ہے۔ اس میں انہوں نے نہ صرف یہ کہ نمایاں طور پہ غیر معمولی قدم آگے بڑھایا ہے بلکہ جاپان جو کبھی ان کے قریب تھا۔ اسے تقریباً نصف فاصلے پہ پیچھے چھوڑ گئے ہیں۔ جاپان کا فی کس وعدہ ۴۷ پونڈ ہے۔ بلجیم ایک چھوٹا سا ملک ہونے کے باوجود خدا کے فضل سے تیزی سے ترقی کر رہا ہے۔ جماعت میں تبلیغ کے لحاظ سے بھی غیر معمولی جوش ہے۔ ان کی وصولی فی کس کے لحاظ سے تیسرے نمبر پہ ہے اور امریکہ بہت معمولی فرق کے ساتھ چوتھے نمبر پہ اور نمبر پانچ پہ جرمنی ہے۔ اگر دسویں نمبر پہ ماریشس ہوتا تو میں پوری لسٹ پھر پڑھ جاتا تاکہ آپ کا نام پھر سامنے آجائے۔ لیکن ایک اور لسٹ ہے جس کے لحاظ سے آپ کا نام سامنے آنے والا ہے ماشاءاللہ۔

ایک پہلو سے افریقہ کا ایک ملک غانا سب دنیا سے آگے نکل گیا ہے اور وہ پہلو چندہ دہندگان کی تعداد بس غیر معمولی اضافہ کرنے کا ہے۔ یعنی وقف جدید میں جتنے پہلے چندہ دینے والے تھے، ان میں کتنا مزید اضافہ ہوا ہے اس لحاظ سے سب سے زیادہ اضافہ کرنے والا غانا ہے۔ ان کی تعداد ۱۹۹۲ء میں صرف ۲۵۲۰ تھی۔ اور اب ماشاءاللہ ۹۹۷۰ ہوگئی ہے۔ جماعت غانا بھی ہر پہلو سے بیدار ہو رہی ہے اور ماشاءاللہ نمبر دو پہ گیمبیا ہے۔ جہاں پہ ابھی بہت زیادہ کام کی گنجائش ہے۔ نمبر تین پر فلسطین ہے۔ جنہوں نے سو فیصد سے بھی زائد چندہ دہندگان کی تعداد بڑھائی۔ پھر انڈونیشیا ہے پھر بلجیم اور چھٹے نمبر پہ ماریشس کی باری ہے جہاں ۸۴۳ وعدہ دہندگان کی تعداد خدا کے فضل سے بڑھ کر ۱۱۴۲ ہو چکی ہے۔ اور جس طرح میں نے یہاں جماعت کو مخلص پایا ہے

اور ہر فرد بشر سے ملاقات کر کے مَیں نے یہاں اندازہ لگایا ہے۔ مَیں سمجھتا ہوں کہ معمولی سی توجہ کرنے سے آئندہ سال تعداد کے لحاظ سے بھی یہاں غیر معمولی اضافہ ہو سکتا ہے۔ ساتویں نمبر پر سوئٹزرلینڈ ہے۔

مختلف جماعتوں کے آگے بڑھنے میں منتظمین کی محنت، خلوص اور دعاؤں کا بہت بڑا دخل ہوتا ہے۔ وہ جماعتیں جو محض صفر کے قریب ہوتی ہیں۔ جب ان میں انتظامیہ میں تبدیلی پیدا کی جائے۔ مخلص، فدائی کارکن آگے آئیں تو غیر معمولی طور پر وہاں تبدیلی پیدا ہوتی ہے اور صفر کے قریب ہونے کی بجائے وہ سَو کے قریب پہنچ جاتی ہیں۔ یہ عمومی طور پر سب دنیا میں ہمارا تجربہ ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ جماعت احمدیہ کا اخلاص عالمی طور پر تقریباً یکساں ہی ہے۔ تمام دنیا کے احمدی قربانی، فدائیت کے جذبے اور اخلاص میں ایک لحاظ سے برابر کی چوٹ ہیں لیکن انتظامیہ کمزور ہو جاتی ہے۔ بعض جگہ انتظام کا تجربہ نہیں ہوتا۔ نئے نئے ممالک ہیں، ان کو سلیقہ نہیں کہ کس طرح کام کرنا ہے، کس طرح دل بڑھانا ہے اور ہر فرد بشر تک پہنچنا ہے۔ جتنی بھی خامیاں دکھائی دی گئی ہیں، وہ کارکنوں کی کمزوری یا ناتجربہ کاری کی وجہ سے ہیں۔ یہی غانا جو خدا کے فضل سے لمبی چھلانگیں مار کر آگے نکلا ہے، ایک زمانہ میں بہت پیچھے تھا۔ اب انتظامیہ میں ایک بیداری بھی پیدا ہو رہی ہے۔ ایک نیا ولولہ پیدا ہو رہا ہے۔ تجربہ بڑھ رہا ہے۔ تبلیغ کے میدان میں بھی غانا اب بڑے زور سے آگے بڑھ رہا ہے اور چندوں کے میدان میں بھی اب خدا کے فضل سے بیداری کے آثار نمایاں ہیں۔ اس لئے تمام دنیا کے امراء کو اپنی انتظامیہ کے معیار پر نگاہ رکھنی چاہیئے اور جہاں کہیں کمزوری دیکھیں۔ تو یقین کریں کہ جماعت کے اخلاص کی کمزوری نہیں۔ یہ انتظامیہ کی کمزوری یا ناتجربہ کاری ہے۔ اس پہلو سے امیر اگر اپنے ہر شعبہ پر نظر رکھے اور سال کے آغاز ہی سے کمزور شعبوں کو خاص توجہ دے کر آگے بڑھانے کی کوشش کرے تو کوئی وجہ نہیں کہ سال کے آخر تک یہ ساری کمزوریاں دُور نہ ہو جائیں۔

دنیا کے ہر ملک کے متعلق میرا تجربہ یہی ہے کہ جہاں انتظامیہ کو بہتر بنایا گیا وہاں اللہ کے فضل سے جماعت نے ضرور ساتھ دیا ہے۔ کبھی شکوہ نہیں ہُوا کہ جماعت کمزور ہے۔ ہمّت ہار بیٹھی ہے۔ اخلاص کے ساتھ جواب نہیں دیتی۔ کیونکہ اس جماعت کی گھٹی میں لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لکھ دیا گیا ہے۔ یہ اللہ کی تقدیر ہے جو جاری ہو چکی ہے۔ اس لئے جماعت کے اخلاص کے بارے میں مَیں امید رکھتا ہوں کہ آئندہ بھی کبھی کوئی شِکوہ پیدا نہیں ہوگا۔ منتظمین کو بیدار رہنا چاہیئے اور توجہ کرنی چاہیئے۔ امریکہ نے جو غیر معمولی طور پر وقف جدید میں کامیابی حاصل کی ہے۔ اس کا سہرا ابھی ایک حد تک وہاں کے نیشنل سیکرٹری وقف جدید انور محمود خان صاحب کے سر پر ہے اور امیر صاحب یو۔ ایس۔ اے نے خاص طور پر ان کی محنت کی تفصیل بھیجی ہے تاکہ ان کو دعا میں یاد رکھا جائے۔ اسی طرح سب باقی دنیا میں جو مخلصین خدمت دین پر مامور ہیں، ان کو آپ

سب اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

وصولی کی اجتماعی حیثیت کے لحاظ سے یعنی وقف جدید کے تمام شعبوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے (باہر کی دنیا میں تو زیادہ چندے نہیں ہیں لیکن پاکستان میں وقف جدید کے اور بھی شعبے ہیں مثلاً بالغان کا چندہ ہے، اطفال کا چندہ ہے۔ اسکے علاوہ وہ مراکز جہاں وقف جدید کے معلّم بھیجے جاتے ہیں، ان کا ایک الگ چندہ ہوتا ہے۔ پھر تھر پارکر کی تحریک کے لئے الگ چندہ ہے تو ان سب چندوں کو عمومی طور پر ملحوظ رکھتے ہوئے) پاکستان کی جماعتوں کا مقابلہ کیا جائے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے کراچی سارے پاکستان کی جماعتوں میں اوّل نمبر پہ ہے۔ ربوہ دوسرے نمبر پہ ہے۔ لاہور تیسرے نمبر پہ ہے۔ فیصل آباد چوتھے اور سیالکوٹ پانچویں نمبر پہ ہے۔ اسلام آباد چھٹے نمبر پہ۔ گوجرانوالہ نمبر سات۔ راولپنڈی نمبر آٹھ پہ ہے۔ گجرات نمبر نو اور شیخوپورہ دسویں نمبر پہ ہے۔

جہاں تک دفتر اطفال یعنی محض بچوں سے چندہ اکٹھا کرنے کا تعلق ہے، اس میں بھی کراچی تمام پاکستان کی جماعتوں میں سبقت لے گیا ہے اور ربوہ کی بجائے لاہور دوسرے نمبر پہ آتا ہے اور تھوڑے سے فرق کے ساتھ ربوہ۔ پھر فیصل آباد، گوجرانوالہ، راولپنڈی، سیالکوٹ، شیخوپورہ، سرگودھا اور پھر کوئٹہ کی باری ہے۔ یہ مختصر کوائف مَیں نے آپ کے سامنے رکھے ہیں۔ تمام دنیا کی جماعتیں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کریں۔ لیکن دعا میں صرف اپنے آپ کو یاد نہ رکھیں بلکہ سب دنیا کی جماعتوں کو یاد رکھیں۔ خصوصیت سے وہ جماعتیں جو غیر معمولی قربانی کر کے آگے بڑھ رہی ہیں، ان کے لئے جزاء کی دعا کرنی چاہیئے۔ اور جو پیچھے رہنے والی ہیں ان کے لئے آگے بڑھنے کی دعا کرنی چاہیئے۔ ہماری دعاؤں میں اجتماعیت ہونی چاہیئے اور یہ نہ ہو کہ ہر جماعت صرف اپنے لئے دعا کرے۔ پس مَیں تمام دنیا کی جماعتوں کو تمام دنیا کی جماعتوں کے لئے دعا کی درخواست کرتا ہوں اور خصوصیت سے جو محنت کرنے والے کارکنان ہیں ان کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں تاکہ ہمارا آئندہ سال پہلے سے بہت بڑھ کر بابرکت ثابت ہو۔

اس ضمن میں یہ ایک عجیب اتفاق ہے یا اللہ تعالیٰ کا تصرّف ہے کہ مارشس کی سرزمین سے مَیں نے وقف جدید کے اگلے سال کا اعلان کرنا تھا۔ اور مارشس کے ہی ایک مخلص نوجوان جو واقفِ زندگی ہیں یعنی عبدالغنی جہانگیر، ان کو اللہ تعالیٰ نے رویاء میں وقف جدید کے متعلق ہی کچھ دکھایا۔ اور تقریباً مہینہ ڈیڑھ مہینہ پہلے انہوں نے بڑے تعجب سے مجھے یہ رویاء لکھا جو بہت معنی خیز ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ مَیں نے ایک رویاء دیکھا جس کا دل پر گہرا اثر ہے۔ لیکن سمجھ نہیں آ رہی کہ کیا مطلب ہے؟ مَیں نے دیکھا کہ جماعت احمدیہ ایک میز کی طرح ہے جس کی ٹانگیں بڑی تیزی سے بڑھ رہی ہیں لیکن وقف جدید کی اور تحریک جدید کی دو ٹانگیں باقی ٹانگوں سے زیادہ تیز بڑھ رہی ہیں۔ یہاں تک کہ دیکھتے دیکھتے وقف جدید کی ٹانگ بہت ہی زیادہ تیزی کے ساتھ بڑھتا

شروع ہو گئی ۔ تحریک جدید کی ٹانگ نے پوری کوشش کی کہ ساتھ مقابلہ کرے لیکن نہ کر سکی تو اچانک مَیں نے دیکھا کہ تحریک جدید کی ٹانگ میں بولنے کی طاقت پیدا ہوئی اور اس نے کہا بس بس! اب مَیں اس سے زیادہ برداشت نہیں کر سکتی ۔ تم بڑھنا کم کر دو ۔ ہلکا کر دو ۔ وقف جدید کی ٹانگ نے جواب دیا یہ میرے بس کی بات نہیں ہے ۔ مَیں اپنے اختیار سے نہیں بڑھ رہی ۔ مجھے بڑھنا ہی بڑھنا ہے ۔ اس کی تعبیر کچھ تو چندوں کی شکل میں نظر آ رہی ہے ۔ جس تیز رفتاری کے ساتھ وقف جدید کے چندے گذشتہ کے مقابل پہ بڑھ رہے ہیں ۔ اتنا تیز اضافہ تحریک جدید میں نہیں ہے ۔ اس کے علاوہ برکت والی تعبیر کے متعلق امید رکھتا ہوں کہ وہ تعبیر پوری ہوگی ۔ اور وہ یہ ہے کہ وقف جدید کے عمل کا میدان ہندوستان ، بنگلہ دیش اور پاکستان ہیں ۔ اس وقت یہ صورت ہے کہ تحریک جدید کے تابع جو دوسری جماعتیں ہیں وہ بہت زیادہ تیزی سے آگے بڑھ رہی ہیں ۔ اس لئے مجھے امید ہے اور میری دعا ہے کہ جہانگیر صاحب کی یہ خواب ان معنوں میں پوری ہو کہ اچانک دیکھتے دیکھتے بنگلہ دیش ، ہندوستان اور پاکستان کی جماعتیں اس تیزی سے آگے بڑھنے لگیں کہ باہر کی جماعتوں سے آگے نکلنے لگیں اور وہ احتجاجاً کہیں کہ تم کچھ بڑھنا کم کر دو اور وہ یہ جواب دیں کہ ہمارے بس کی بات نہیں ۔ یہ ہمارے رب کی تقدیر ہے جسے ہم بدل نہیں سکتیں اور خدا کرے کہ میری یہ تعبیر سچی نکلے اور اس کو سچا ثابت کر دکھلانے میں ان جماعتوں کو جو محنت کرنی ہے ، جو دعا کرنی ہے ، جس اخلاص سے خدمت کرنی ہے ، ہم سب مل کر ان کے لئے دعا کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو یہ توفیق بخشے اور واقعۃً یہ نظارے ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا آغاز اس ملک سے ہوا جو آج ان تین ملکوں میں بٹا ہوا ہے یعنی بنگلہ دیش ، ہندوستان اور پاکستان ۔ اور جہاں سے آغاز ہوا اس علاقے کا پیچھے رہ جانا ایک رنگ میں تکلیف کا موجب ہے ۔ یہ درست ہے کہ وہاں مخالفت بھی غیر معمولی طور پر زیادہ ہوئی ہے ۔ لیکن جب خدا تعالیٰ کی تقدیر فیصلہ فرما لے تو مخالفت کی کوکھ سے تائید کے ایسے دریا بہہ نکلتے ہیں اور اس قدر قوت سے وہ چشمے پھوٹتے ہیں کہ پھر دنیا کی مخالفانہ طاقتوں کی کچھ پیش نہیں جاتی ۔ پس یہ جو آواز عبدالغنی جہانگیر کو سنائی دی گئی ہے کہ وقف جدید کی تحریک کہتی ہے میرا بس کوئی نہیں ۔ چاہوں بھی تو رک نہیں سکتی ۔ اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ کا فضل ہے جو مجھے بڑھاتے ہوئے آگے لے جا رہا ہے ۔ اس لئے اس معاملہ میں میرا کوئی اختیار نہیں ۔ خدا کرے جن معنوں میں مَیں نے اس کی تعبیر سوچی ہے اللہ انہی معنوں میں ہماری توقعات سے بڑھ کر اس کی تعبیر کو پورا فرمائے ۔

نئے سال کی مبارکباد اور خوشخبری

اب مَیں جماعت احمدیہ عالمگیر کو نئے سال کی مبارکباد پیش کرتا ہوں ۔ ماریشس کی سرزمین کی یہ خوش قسمتی ہے ۔

کہ آج اس مبارکباد کے ساتھ جو میں ایک تاریخی تحفہ جماعت احمدیہ عالمگیر کی خدمت میں پیش کرنے والا ہوں، اس کے اعلان کی سعادت اس سرزمین کو حاصل ہو رہی ہے اور وہ تاریخی تحفہ یہ ہے کہ جب ہم نے سیٹلائیٹ کے ذریعے سب دنیا سے رابطے کا آغاز کیا تو جمعہ کا ایک گھنٹہ یا کچھ زائد وقت یا کچھ جلسوں اور اجتماعات کے موقعہ پر ایک دو گھنٹے زائد ملا کرتے تھے۔ احباب جماعت عالمگیر کی طرف سے بار بار اس خواہش کا اظہار ہوتا تھا کہ آپ نے عادت ڈال دی ہے۔ اب ایک ہفتہ انتظار نہیں ہوتا۔ کوشش کریں کہ خواہ کچھ بھی خرچ کرنا پڑے۔ روزانہ یہ پروگرام جاری ہو۔ آج میں نئے سال کے تحفہ کے طور پر ماریشس کی سرزمین سے یہ اعلان کرتا ہوں کہ آئندہ سے ایشیا کے لئے جاپان سے لے کر افریقہ تک اور اس علاقے میں براعظم آسٹریلیا بھی شامل ہے، ہفتہ میں ایک گھنٹہ کی بجائے ہفتہ میں ساتوں دن بارہ گھنٹے روزانہ یہ پروگرام چلا کرے گا اور خدا کے فضل سے یہ پروگرام اب مستقل طور پر اسی سیّارے سے جاری رہے گا جس کا جماعت کو علم ہو چکا ہے اور وہ اپنے انٹینا کے رُخ اس طرف کئے بیٹھے ہیں اب بیچ میں تبدیلیاں نہیں ہونگی۔ پہلے جو بار بار تبدیلی کرنی پڑتی تھی اس کی وجہ یہ تھی کہ ایک گھنٹے کی اہمیت کوئی نہیں ہے۔ بڑی بڑی کمپنیاں ایک گھنٹے والے کو سرکا کے کبھی اِدھر پھینک دیتی ہیں کبھی اُدھر پھینک دیتی ہیں۔ جو بڑے گاہک ہیں، ان کی خاطر ایک گھنٹہ والے کو قربان ہونا پڑتا ہے۔ جب ہم اصرار کرتے تھے کہ ہمیں لندن کے ڈیڑھ بجے والا وقت ضرور رکھنا ہے تو کہتے تھے کہ اچھا پھر ہم تمہیں کسی) اور سیّارے پر پھینک دیتے ہیں۔ اب ہمارا ان کے ساتھ معاہدہ ہو چکا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ معاہدہ آئندہ سالوں میں بھی جاری رہے گا اور یہ سیارہ جو ہمارے لحاظ سے بہت زیادہ موزوں ہے، اس کے ذریعہ آئندہ تمام ایشیا کی جماعتیں، تمام افریقہ کی جماعتیں اور خدا کے فضل کے ساتھ شمالی افریقہ کی جماعتیں بھی، (جنوبی افریقہ کے متعلق میں ابھی یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتا، غالباً وہ بھی شامل ہوں گے) اور آسٹریلیا بھی۔ یہ سارے ممالک جن کا میں نے ذکر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ روزانہ بارہ گھنٹے کا پروگرام سُن سکیں گے اور دیکھ سکیں گے۔

جہاں تک یورپ کا تعلق ہے۔ سردست ہم نے روزانہ ساڑھے تین گھنٹے کا وقت حاصل کر لیا ہے اور اس کے اندر شمالی افریقہ بھی شامل ہے یعنی یورپ کا یہ جو دائرہ ہے، شمالی افریقہ تک بھی محیط ہے یعنی وہ دونوں طرف سے ہمارے پروگرام سُن سکے گا اور سارا افریقہ اس کی لپیٹ میں ایشیا اور یورپ کو ملا کر آجاتا ہے۔ روس کا آخری کنارہ جو مشرق کی طرف ہے، وہ بھی اس میں شامل ہے اور مغرب کی طرف اور جنوب کی طرف پرتگال کا ملک شامل ہے۔ شمال میں ناروے کا انتہائی شمالی حصہ شامل ہے انشاء اللہ تعالیٰ اب یورپ میں بھی اور ساتھ تعلق رکھنے والے حصّہ میں بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے یقیناً ساڑھے تین گھنٹے روزانہ کا پروگرام بنایا جایا کرے گا۔ سب سے بڑی مشکل جو زیادہ وسیع پروگراموں کے سلسلے میں پیش آتی ہے، وہ ”سافٹ ویئر“ SOFTWARE یعنی پروگراموں کی تیاری

ہے۔ بارہ گھنٹے روزانہ کا پروگرام ویڈیو پر بنانا یہ اتنا بڑا کام ہے کہ عام آدمی اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ یہی ایک جھجک تھی جس کی وجہ سے میں نے پچھلے سال خواہش کے باوجود اس کو ملتوی کر دیا تھا۔ اب حالات کے تقاضے ایسے ہیں کہ اسے ملتوی نہیں کیا جا سکتا تھا۔ غیر معمولی طور پر نئے علاقوں کا، نئی قوموں کا، نئے مزاج کے لوگوں کا، نئی زبانیں بولنے والوں کا احمدیت کی طرف رجحان بڑھ رہا ہے اور طلب اتنی بڑھ چکی ہے کہ ناممکن ہو گیا ہے کہ جماعت احمدیہ محض لٹریچر کے ذریعہ ان پیاسوں کی پیاس بجھا سکے۔ لازم ہو گیا تھا کہ ہم ایک وسیع پروگرام کے ذریعے دنیا کی اکثر آبادی تک ٹیلی ویژن کے ذریعے پہنچ سکیں۔ خدا کے فضل سے ڈش انٹینا کا رواج اب دنیا میں بہت بڑھ گیا ہے۔ ہم جس دائرے میں کام کریں گے، لازماً ایک کروڑ سے زائد آدمی ان پروگراموں کو دیکھنے والے ہونگے۔ ہم نے جو ڈش انٹینا کا اسٹیشن لیا ہے وہ ایسا ہے کہ اس علاقہ میں آج جو ہر دلعزیز پروگرام دکھائے جا رہے ہیں ان کے بالکل قریب واقع ہے اس لئے ہندوستان کے لوگ جس ڈش انٹینا کے ذریعے اپنے محبوب پروگرام دیکھتے ہیں اسی پر وہ ہمارے پروگرام بھی سن اور دیکھ سکیں گے۔ اس پہلو سے جماعت کی تبلیغ کا دائرہ بہت وسیع ہو گیا ہے۔ جہاں تک پروگراموں کا تعلق ہے گزشتہ ڈیڑھ ماہ سے انگلستان کے نوجوان لڑکے اور لڑکیاں، خواتین اور مرد، سینکڑوں کی تعداد میں محنت کر رہے ہیں۔ ان کے گروپ بنا کر میں نے ہدایت کی تھی کہ اس طرح کام کرو۔ تو ابھی مجھے اطلاع ملی ہے کہ اللہ کے فضل سے تقریباً جنوری کے بیس دنوں کا پروگرام یعنی بارہ گھنٹے روزانہ کے حساب سے تو مکمل کر چکے ہیں اور باقی کام ابھی جاری ہے۔ علاوہ ازیں باقی دنیا کی جماعتوں کو میں نے نصیحت کی تھی اور تفصیل سے ہدایتیں دی تھیں کہ آپ اپنے اپنے ملک کے نقطہ نگاہ سے اپنے ہاں بولی جانے والی بولیوں کے نقطہ نگاہ سے خود پروگرام بنائیں۔ اگر بنگلہ دیش چاہتا ہے کہ بنگلہ دیش میں جماعت کا پروگرام عمدگی سے اعلیٰ مقاصد کو پورا کرتے ہوئے دکھایا جائے تو اصل ذمہ داری بنگلہ دیش جماعت کی ہے کہ وہ بہترین پروگرام تیار کریں اور ہمیں بھجواتے جائیں اور ہمارے پاس وقت اتنا ہے کہ ہم انشاء اللہ کھلا وقت ان کو دیتے چلے جائیں گے۔ اگر افریقہ کے کچھ ممالک مثلاً غانا چاہتا ہے کہ ہماری مقامی زبانوں میں ہمیں ٹیلی ویژن کا پروگرام پہنچایا جائے۔ نائیجیریا چاہتا ہے، سیرالیون چاہتا ہے، گیمبیا چاہتا ہے تو ان سب کا فرض ہے کہ اپنی اپنی زبانوں میں پروگرام بنائیں اور ہمیں بھیجتے چلے جائیں۔ یہاں تک کہ بارہ گھنٹے بھی کم ہو جائیں اور زیادہ وقت کی ضرورت پڑے اور اس پہلو سے ہم نے معاہدے میں یہ بات شامل کر لی ہے کہ جہاں بارہ گھنٹے سے زائد ہمیں ضرورت پڑے، تم نے کسی اور کے پاس یہ وقت نہیں بیچنا بلکہ پہلے گاہک ہم ہونگے تو انشاء اللہ تعالیٰ جتنے زیادہ وقت کی ضرورت ہو گی اتنا وقت لے لیا کریں گے۔ جاپان کو چاہیئے کہ اپنے لئے جاپانی پروگرام بنائے، کوریا کو چاہیئے کہ کورین زبان میں پروگرام بنائے۔ غرضیکہ اب دنیا کی جماعتوں کے لئے ایک صلائے عام ہے۔ کھلی دعوت ہے۔ آیئے شوق سے آگے بڑھیں

بھرپور حصہ لیں۔ اگر پاکستان چاہتا ہے کہ سندھی پروگرام بھی چلیں اور بلوچی پروگرام بھی چلیں اور سرائیکی پروگرام بھی چلیں اور پنجابی پروگرام بھی چلیں، اردو پروگرام بھی چلیں تو پاکستان کی جماعتوں کو ایسے پروگرام بنا کر ہمیں بھجوانے چاہئیں

ٹیلی ویژن کے پروگراموں کی تفصیل

جہاں تک مرکزی پروگراموں کا تعلق ہے اس سلسلے میں سب سے اہم اور سب سے عظیم الشان پروگرام یہ بنایا ہے کہ مسلسل خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ بہترین قرأت کے ساتھ روزانہ قرآن کریم کی تلاوت ہوا کرے گی اور ہر آیت کے بعد مختلف زبانوں میں اس کا ترجمہ پیش کیا جایا کرے گا۔ اور امید ہے ایک دو سال کے اندر ہم دنیا کی تمام بڑی زبانوں میں روزانہ کچھ نہ کچھ ترجمہ پیش کر سکیں گے۔ اب آپ دیکھیں کہ رشین زبان میں جو ترجمہ کیا گیا ہے، کتنے ہیں جن تک وہ پہنچ سکتا ہے۔ کتنے ہیں جو عربی زبان میں اصل متن کو پڑھ سکتے ہیں؟ لکھوکھا میں سے ایک بھی نہیں ہے لیکن اچھی تلاوت سے سننا تو اور بھی دل پر اثر کرتا ہے اور اگر اچھی آواز میں پڑھ کر وہ ترجمہ سنایا جائے تو دلوں پر حیرت انگیز اثر چھوڑتا ہے۔ اس لحاظ سے قرآن کریم کو مختلف زبانوں میں متعارف کروانے کے لئے ہمارے ترجمے کافی نہیں تھے۔ ان کو کتابی صورت میں شائع کر کے بیچنا یا دلچسپی لینے والوں تک پہنچانا بہت بڑا کام تھا اور عام طور پر ہر زبان کا ایک بھاری طبقہ ایسا ہے کہ جو خواہش کے باوجود ہر چیز کو حاصل نہیں کر سکتا۔ نہ ان کو ہمارا پتہ، نہ ہی ہمیں ان کا پتہ۔ جن کو خواہش ہے ان کے پاس پیسے نہیں اور پھر بڑی تعداد میں ایسی قومیں بھی ہیں۔ جن کی زبان میں ترجمے تو ہو چکے ہیں مگر ان کو پڑھنا ہی نہیں آتا۔ مثلاً یوروبا ہے جو نائیجیریا کے شمال میں بولی جاتی ہے۔ اس میں اگر ترجمہ ہے تو اکثر لوگ پڑھ ہی نہیں سکتے۔ اسی طرح افریقہ کی دوسری بہت سی زبانیں ہیں جن کو پڑھنے والے موجود نہیں ہیں اور ہم ترجمہ کر چکے ہیں۔ اب ہم جماعت کے ذریعے غیروں کو بھی ان کی اپنی زبان میں قرآن کریم کی تعلیم روزانہ دیا کریں گے اور اچھی تلاوت کے ساتھ جب قاری پڑھے گا تو لوگ اس کی نقل بھی اُتار سکتے ہیں۔ وہ تلاوتیں پیش کی جائیں گی جن میں قاری ٹھہر ٹھہر کر پڑھے گا۔ آرام سے، سہولت کے ساتھ، کسی جلدی کے بغیر پھر اس کا ترجمہ سمجھا سمجھا کر پڑھا جائے گا تو انشاء اللہ تعالیٰ قرآن کے مطالب اور معانی تمام دنیا کے لئے عام کر دیئے جائیں گے اور حضرت امام مہدی کے آنے کا اصل مقصد ہی یہ ہے کہ وہ خزانے لٹائے گا۔ غیر احمدی علماء تو دنیا کے خزانوں کی انتظار لئے بیٹھے ہیں کہ امام مہدی آئے تو دنیا کے خزانے لُٹائے۔ ان کو کیا علم کہ دنیا کا سب سے بڑا خزانہ تو قرآن کریم کا خزانہ ہے جو آسمان سے اترا ہے۔ ایسا خزانہ تو دنیا میں کبھی نازل نہیں ہوا تھا اور یہی وہ خزانہ تھا جس کو بانٹنے کے لئے امام مہدی نے تشریف لانا تھا۔ اور آج امام مہدی کے غلاموں کو یہ توفیق مل رہی ہے کہ انشاء اللہ یہ خزانہ اب گھر گھر بانٹا جائے گا۔

احمد [illegible]

ال[illegible]

پبلشر :-
پرنٹر :-
مطبع :-
مقام اشا[illegible]

زبانیں سکھانے کا پروگرام

دوسرا اہم پروگرام زبانیں سکھانے کا ہے۔ جب وقف نو کی تحریک کی گئی تو اس وقت سے میرے دل میں یہ خلش تھی کہ ہم ہزاروں بچوں کو قبول تو کر بیٹھے ہیں۔ ان کی تربیت کیسے کریں گے۔ ان کو زبانیں کیسے سکھائیں گے، انکی روزمرہ کی ابتدائی تربیت ان کی اپنی زبانوں میں کیسے کریں گے۔ ہمارے پاس تو اتنے معلّم نہیں ہیں کہ جہاں جہاں بچے ہیں وہاں معلّم پہنچا دیئے جائیں۔ ہمارے پاس اتنے زبان دان نہیں ہیں کہ جہاں جہاں زبان کے خواہش مند ہیں۔ ان کو اہلِ زبان سے ان کی اپنی زبان سکھائی جائے۔ اگر اربوں روپیہ بھی ہم خرچ کرتے تو یہ ناممکن تھا۔ جامعہ ربوہ میں ہی پورے استاد مہیّا نہیں کہ جو عرب ہوں اور عربی کی تعلیم دے رہے ہوں۔ انگریز ہوں جو انگریزی کی تعلیم دے رہے ہوں۔ فرانسیسی ہوں جو فرانسیسی کی تعلیم دے رہے ہوں۔ غرضیکہ زبانیں سکھانے کا کام بہت ہی مشکل تھا اور سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ کیسے کریں گے اور اب تک خدا کے فضل سے ۱۵۔ ہزار سے زائد واقفِ نو بچے جماعت کو عطا ہو چکے ہیں۔ جب یہ پروگرام بنا تو ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں ایک ایسا منصوبہ ڈال دیا جس کے ذریعے ہم دنیا کی بڑی زبانیں، اہلِ زبان کی زبان میں تمام دنیا کے احمدی بچوں کو اور بڑوں کو بھی ٹیلی ویژن کے ذریعے سکھا رہے ہونگے اور روزانہ یہ پروگرام جاری ہوں گے انشاء اللہ تعالیٰ اس سلسلے میں جو دلچسپ بات ہے وہ یہ ہے کہ ٹیلی ویژن کا جو پروگرام دکھایا جا رہا ہوگا وہ بغیر کسی ایک زبان کے ہوگا۔ اور اس کے ساتھ مختلف چینل میں مختلف زبانیں سکھائی جا رہی ہوں گی فی الحال وسیع تر ٹیلی ویژن کا جو انتظام ہے یعنی بارہ گھنٹے روزانہ والا، اس میں ہمیں صرف دو چینل ملے ہیں یعنی بیک وقت دو زبانیں اس پر دکھائی جا سکیں گی۔ جبکہ یورپ کے ساڑھے تین گھنٹے ٹیلی ویژن پہ ہم بیک وقت آٹھ زبانیں سکھا سکیں گے۔ لُطف کی بات یہ ہے کہ کسی زبان کو سکھانے کے لئے کسی اور زبان کی ضرورت نہیں ہوگی۔ اگر "کری اول" CREOLE سکھانی ہے تو نہ وہ اردو میں سکھائی جائے گی نہ جرمن میں نہ انگریزی میں نہ فرنچ میں نہ کسی اور زبان میں سکھائی جائے گی۔ "کری اول" CREOLE کو "کری اول" CREOLE میں ہی سکھایا جائے گا اور اسی طرح بچے تعلیم پاتے ہیں۔ بچوں کے لئے کونسا آپ کوئی دوسری زبان کا سہارا ڈھونڈتے ہیں کہ بچے کو پہلے اردو میں انگریزی سکھائی جائے یا انگریزی میں اردو پڑھائی جائے۔ ماں باپ کی زبان بچے ان سے سیکھتے ہیں اور بغیر کسی دوسری زبان کے سہارے کے سیکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اہلِ زبان بنتے ہیں۔ جب دوسری زبانوں کا سہارا نہ لیا جائے تو لفظ مضمونوں میں ڈھلتے ڈھلتے دماغ پر اتنا گہرا نقش ہو جاتا ہے کہ اس مضمون کا کوئی بھی سایہ دکھائی دے تو وہ لفظ از خود ذہن میں اُبھرتا ہے۔ ایک لفظ کے معانی کے جتنے بھی امکان ہیں وہ معانی کے سائے سمجھ لیں تو ایک لفظ میں جتنے بھی معانی کے سائے پائے جاتے ہیں وہ بچہ جس نے بغیر کسی مدد کے زبان سیکھی ہو، لفظ کے ہر شیڈ کو، ہر سائے کو براہِ راست

سیکھا ہو تو جہاں بھی وہ اس سائے کو دیکھتا ہے، سایہ سامنے آتے ہی وہ لفظ از خود اس کے ذہن میں ابھرتا ہے ۔ یہ جو کیفیت ہے، اس کو اہلِ زبان ہونا کہتے ہیں ۔ ہماری زبان کا ماحول اس سے ذہن میں جذب ہو جاتا ہے اور کسی اور زبان کی مدد سے ذہن میں ترجمہ نہیں کرنا پڑتا ورنہ میں جب آپ سے فریچ یا کریول CREOLE زبان میں آپ سے بات کرنی چاہتا ہوں تو میں پہلے انگریزی سے فریچ میں ترجمہ کرتا ہوں اور پھر اس کو یاد کر کے آپ کے سامنے رکھتا ہوں ۔ یہ بڑی مصیبت ہے اس طرح زبان سیکھنے اور سکھاتے ہوئے کتنی دیر لگے گی ۔ جو زبان کا طریق اب ہم نے اللہ کے فضل سے ایجاد کیا ہے وہ بغیر کسی زبان کے سہارے کے ہوگا ۔ اس ضمن میں ہمارے ایک مخلص دوست ڈاکٹر شمیم صاحب کو کچھ عرصہ پہلے بلا کر میں نے تفصیل سے یہ سکھایا تھا اور اب وہ خدا کے فضل سے خوب سمجھ چکے ہیں اور اس کے علاوہ انہوں نے چونکہ ذہن بہت ہی سائنٹفک پایا ہے ۔ اس موضوع پر بہت سی کتابیں بھی پڑھ لی ہیں اور بہت سے ماہرین سے انٹرویوز بھی لے لئے ہیں ۔ ان کو جس جس چیز کی ضرورت تھی وہ مہیا کر دی گئی ہے اور میں امید رکھتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ جونہی وہ تیار ہوں گے تمام دنیا میں جو مختلف اہل زبان ہیں وہ ان تصویروں کو دیکھ کر اپنے لفظوں میں اس مضمون کو بھریں گے اور تصویر ایک ہی ہوگی اس طرح اگر سو زبانیں سکھائیں تو سو سکھا سکتے ہیں رفتہ رفتہ یورپ کے چینل پر تو ایک وقت میں آٹھ زبانیں سکھائی جا رہی ہوں گی اور آئندہ مارچ سے انشاء اللہ تعالیٰ ایشیا کے ٹیلی ویژن پر بھی بیک وقت آٹھ زبانیں سکھائی جا سکتی ہوں گی ۔ نہ صرف چھوٹے بلکہ بڑے بھی بے تکلف زبانیں سیکھیں گے اور دنیا کے سامنے ایک نئی منفعت طرز کے ٹیلی ویژن کا آغاز ہوگا جہاں بے حیائی کی باتیں نہ سکھائی جا رہی ہوں گی ۔ میوزک کے ذریعے اخلاق کو خراب کرنے کی باتیں نہیں ہو رہی ہوں گی ۔ یہ بہت ہی نفیس اور پاکیزہ پروگرام ہونگے جو ایسے ہونگے کہ انسانی ذہن اور دل کو جذب کرنے والے ہونگے اور وہ اب دنیا کے سامنے پیش کئے جائیں گے ۔

دیگر پروگرام

اس ضمن میں میں دوسرے پروگراموں کا بھی ذکر کر دوں ۔ ایک معلوماتی پروگرام ہم نے بچوں کے لئے رکھا ہے ۔ صرف بچوں کیلئے نہیں بلکہ بڑے بھی اس میں شامل ہونگے ۔ تمام دنیا کے ممالک کے متعلق باقاعدہ پروفیشنل طریق پر بنی ہوئی ویڈیوز ملتی ہیں ۔ ان ملکوں کے جغرافیائی حالات، ان کی تاریخ کے حالات، ان کے کلچر کے حالات وغیرہ وغیرہ یہ پیش کئے جاتے ہیں ۔ مگر مشکل یہ ہے کہ مغربی دنیا کے لوگ کوئی بات بھی پڑھانا چاہتے ہوں ان سے ناچ گانے کے بغیر پڑھائی نہیں جاتی اور وہ ہم شامل نہیں کرنا چاہتے ۔ اس لئے ہم نے سوچا ہے کہ اکثر پروگرام جہاں تک ممکن ہو ہم خود بنائیں گے ۔ اس کے لئے تمام دنیا کی جماعتوں کو ہدایت دی جا چکی ہے اور وہ تیاری کر رہے ہیں ۔ پھر میوزک کے بغیر خوش الحانی سے نظمیں اور دوسرے گانے سنانے کے لئے اور بعض بچوں کو سکھانے کے لئے ہم

نے ایسا پروگرام بنایا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عربی، فارسی، اردو قصائد اور ان کے ترجمے مختلف زبانوں میں ترنم کے ساتھ پیش کئے جائیں۔ بچے کورس پیش کریں اور بڑے مل کر وہ گانے گائیں۔ اور ساری دنیا میں خدا کی حمد کے گیت گائے جائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کلام پورا ہو کہ

آدمی زاد تو کیا چیز فرشتے بھی تمام ∴ مدح میں تیری وہ گاتے ہیں جو گایا ہم نے

ہم درود شریف بھی ترنم کے ساتھ پڑھا کریں گے اور اسکے معنے بھی دنیا کو سکھائیں گے۔ قرآن کریم کی تلاوت کے علاوہ یہ وہ زائد چیزیں ہیں جن میں پاک حمد اور نعت کے گانے اور مختلف زبانوں میں مختلف ملکوں میں بنائی جانے والی نئی نظمیں بھی شامل کی جائیں گی۔ اس لحاظ سے بھی یہ بہت دلچسپ پروگرام ہوگا۔ پھر کھیلوں کا معاملہ ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ تمام دنیا کے احمدی بہترین طریق پر کھیلوں کی تربیت حاصل کریں۔ کیونکہ حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اَلْعِلْمُ عِلْمَانِ عِلْمُ الْاَدْيَانِ وَعِلْمُ الْاَبْدَانِ علم تو دو ہی ہیں۔ ایک دین کا علم ہے اور دوسرا جسموں کا علم۔ جسموں کے علم میں ساری دنیا کی سائنسیں آجاتی ہیں۔ انسانی بدن کا علم بھی اور انسانی صحت کو قائم رکھنا اور اس کو آگے بڑھانے کا علم بھی۔ کھیلوں کا علم بھی علم الابدان میں شامل ہے۔ پس کھیلوں کے اعتبار سے مشرق بہت پیچھے ہے اور کوئی ان کو سکھاتا نہیں ہے کہ کیسے کھیلوں میں آگے بڑھا جا سکتا ہے۔ ہم انشاء اللہ یہ انتظام کر رہے ہیں کہ اگر فٹ بال سکھانا ہے تو فٹ بال کے بہترین ماہرین فٹبال سکھائیں۔ اور احمدی بچے ان سے ٹریننگ حاصل کریں اور ان کی ویڈیو دکھائی جائے۔ اور پھر بار بار یہ پروگرام دکھائے جائیں تا کہ لوگوں کو پتہ لگے کہ فٹبال ہوتا کیا ہے؟ کس طرح کھیلنا چاہیئے؟ کیا کیا احتیاطیں ہیں جو برتنی چاہئیں؟ کیا داؤ پیچ ہیں جو استعمال ہوتے ہیں؟ پھر تیراکی کا مقابلہ ہے، اسکے متعلق بھی ہم ان لوگوں سے بہت پیچھے ہیں بلکہ سالوں پیچھے ہیں۔ بلکہ شاید پوری صدی پیچھے ہوں۔ اتنا پیچھے ہیں کہ جو ابتدائی معیار ہوتے ہیں، ان کے ٹسٹ TEST پر بھی ہم پورا نہیں اترتے۔ پس بڑی ضرورت ہے کہ اپنی غیرت کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے ان سب قسم کی کھیلوں کو جو اولمپک میں شامل ہیں اور جن میں مقابلے کئے جاتے ہیں، ہم تمام دنیا کے احمدیوں اور دوسروں کو بھی جو جماعت سے فیض حاصل کرنا چاہیں سکھانا شروع کریں اور جیسا کہ میں نے عرض کیا انشاء اللہ تعالیٰ کھیلوں کے پروگرام کے متعلق جو میں نے ٹیم مقرر کی ہے وہ جب یہ کام مکمل کر لے گی تو مختلف کھیلوں کے احمدی پروگرام بھی احمدیہ .... انٹرنیشنل ٹیلی ویژن پر آپ کو دکھائے جائیں گے۔ باہر سے پروگرام مل تو سکتے ہیں۔ مثلاً تیراکی کا اور بیڈمنٹن وغیرہ کا بھی۔ لیکن ان میں کچھ مشکلات ہیں۔ اول یہ کہ یہ لوگ جب تک بیچ میں ننگے جسم نہ دکھا لیں ان کو چین ہی نہیں پڑتا۔ فٹ بال سکھانا چاہیں تو پھر بھی بے حیائی ساتھ جائے گی۔ تیراکی سکھانا چاہیں تو اور بھی زیادہ بے حیائی ساتھ آئے گی اور پھر میوزک کے بغیر تو رہ ہی نہیں سکتے۔ ہم نے سوچا ہے کہ اپنے پروگرام بنائیں۔ ماہرین ان کے ہوں، مزاج ہمارا ہو اور میوزک کی بجائے درود شریف پڑھے جائیں گے۔ میوزک کے بغیر خوبصورت آواز میں نغمے

ہونگے۔ حمد و ثنا ہوگی۔ وقفہ جو بیچ میں لانا ہے تاکہ "مونوٹنی" یعنی یکسانیت توڑی جائے وہ وقفہ بھی پاکیزہ باتوں کا وقفہ ہوگا لیکن طبیعت اس سے لذت پائے گی تو اس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ یہ کھیلوں کا پروگرام بھی جاری ہوگا۔

پھر قاعدہ یسرنا القرآن ہے۔ اس کو تمام زبانوں میں ترجمہ کرنا بہت مشکل کام ہے۔ اگر ترجمہ کر بھی دیا جائے تو قرآن کا صحیح تلفظ سیکھنا قاعدوں کے ذریعے ممکن ہی نہیں ہے۔ استاد کی لازماً ضرورت پڑتی ہے۔ پس اس سلسلے میں بھی ہم خدا کے فضل سے پروگرام شروع کر چکے ہیں کہ تمام دنیا کی قوموں کو ان کی زبانوں میں قرآن کی تلاوت کرنے کا طریقہ سکھائیں۔ جیسے ہاتھ پکڑ کر بچوں کو سکھایا جاتا ہے اس طرح انگلی نقطوں پر رکھ رکھ کر ان کو سکھائیں گے۔ ہمارے پاس کھلا وقت ہے۔ وقت دے کر ان کو سکھائیں گے۔ پروفیشنل میں ایک یہ بھی مسئلہ ہے کہ چونکہ انہوں نے کمائی کرنی ہوتی ہے۔ اس لئے زیادہ سے زیادہ معلومات تھوڑے وقت میں بھرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ زبانیں بھی آپ ویڈیو کے ذریعے سیکھنے کی کوشش کریں تو تین گھنٹے، چار گھنٹے، چھ اور نو گھنٹوں سے زیادہ کی ویڈیو نہیں ملے گی۔ اور اس عرصے میں انسان تیزی کے ساتھ ان زبانوں کو جذب کر ہی نہیں سکتا۔ ہم نے جو پروگرام بنایا ہے خواہ وہ زبانوں کا ہو یا قرآن کریم پڑھنے لکھنے کا ہو وہ آرام سے چلے گا۔ ایک سال تک لکھنا پڑھنا سکھائے بغیر مسلسل زبان سکھائی جائے گی۔ جب زبانوں میں اتنی مہارت حاصل ہو جائے گی جیسے تین چار سال کا بچہ جو لکھنے پڑھنے کے قابل ہوتا ہے اسے مہارت ہو جاتی ہے اور پھر اسی طریق پر جیسے بچے کو لکھنا پڑھنا سکھایا جاتا ہے، مختلف زبانیں لکھنی پڑھنی سکھائی جائیں گی۔ اور اسی طرح خدا کے فضل سے پورا وقت لے کر قرآن سکھایا جائے گا۔ اگر چار گھنٹے یا دس گھنٹے کی بھی فلم ہو تو اسے دیکھ کر اگر ایک آدمی زبان سیکھنا چاہے تو چند ایک ٹکسالی کے فقرے تو جان لے گا لیکن زبان کا فہم اسے نصیب نہیں ہو سکتا۔ اس کے لئے صبر اور تحمل کی ضرورت ہے۔ سہج پکنا چاہیئے اور ہم نے جو پروگرام بنایا ہے وہ ایسا ہی ہوگا۔ ایک ایک زبان سکھانے کی کئی سَو گھنٹے کی ویڈیو ہوگی اور جب وہ آگے بڑھے گی تو سننے والے کے دل پر بوجھ نہیں ہوگا یا دماغ پہ بوجھ نہیں ہوگا کہ میں جلدی سے یاد کر لوں۔ یہ استاد کا کام ہے اور اس ضمن میں جو نظام ہم نے بنایا ہے۔ وہ خدا کے فضل سے سارے عالم میں "یونیک" ہے بے مثل ہے۔ استاد کے دل پر اور دماغ پہ بوجھ ہے کہ میں نے پڑھانا ہے اور یاد کروانا ہے۔ آپ آرام سے RELAX ہو کر بیٹھیں اور سنیں اور جو بات آپ سمجھتے ہیں کہ میں بھول گیا ہوں وہ دوبارہ پھر آئے گی۔ پھر آپ کو خیال ہو کہ کچھ یاد نہیں ہوا تو تیسری دفعہ پھر آئے گی۔ آپ کا پیچھا نہیں چھوڑیں گے جب تک آپ کو یاد نہ ہو جائے۔ جس طرح مائیں بچوں کو یاد کرواتی ہیں، اسی طرح آپ کے ماں باپ بن کر جماعت احمدیہ آپ کی تربیت کرے گی۔ تو یہ ایک عظیم الشان پروگرام ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس سال ہمیں عطا کیا ہے اور آئندہ جاری رہنے والا اور بڑھتے چلے جانے والا پروگرام ہے۔ میں جماعت احمدیہ ماریشس کا بھی ممنون ہوں کہ انہوں نے ماریشس سے اس پروگرام کو دنیا بھر میں منتشر کرنے کے لئے مالی قربانی بھی کی اور انتظامی طور پر بھی بہت مدد کی۔ اس سفر میں بھی ماریشس کی جماعت نے بہت محبت اور اخلاص سے محنت کی ہے۔ جس کا فیض اب ساری دنیا کو

پہنچے گا۔ ساری دنیا کی جماعتوں کو میں نصیحت کرتا ہوں کہ اب وہ دعاؤں کے ذریعے ہماری مدد کریں۔ نئے سال کے آغاز پر ۷ جنوری سے انشاء اللہ یہ پروگرام مستقل طور پر جاری ہو چکے ہونگے اور نئے پروگراموں کیلئے ہمیں جماعت کی مدد کی ضرورت ہوگی۔

دو اور خوشخبریاں

دو خوشخبریاں اور بھی ہیں کہ ۷ جنوری ہی کو انشاء اللہ تعالیٰ "الفضل انٹرنیشنل" اپنی نئی سج دھج اور شان کے ساتھ مستقلاً جاری ہو جائے گا اور ۷ جنوری کو ہی خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواہش کے مطابق "ریویو آف ریلیجنز" بھی دس ہزار کی تعداد میں شائع ہونا شروع ہو جائے گا۔ اسکے لئے نوجوانوں کے ایک نئے بورڈ کی تشکیل کی گئی ہے جو کہ انگلستان میں پلنے اور بڑھنے والے ہیں۔ جماعت سے غیر معمولی محبت اور اخلاص رکھتے ہیں۔ دینی علم بھی حاصل کر چکے ہیں۔ وہ براہِ راست مجھ سے مشورہ کر کے اس نئے پروگرام کو کسی حد تک تشکیل دے چکے ہیں اور باقی دیتے رہیں گے۔ ہر امر میں میں نے انہیں کھلی چھٹی دی ہے کہ جب چاہیں اور مشورے کریں۔ خدا کے فضل سے یہ نیا ریویو تمام عالم میں ایک بہت گہرے رنگ میں اثر انداز ہوگا۔ آپ کو جتنے چاہئیں، ہمیں بتائیں۔ ماریشس کو اگر انگریزی دان طبقہ یہاں موجود ہو مثلاً ۵۰۰ ریویو چاہئیں تو ابھی سے بک کرالیں۔ بنگلہ دیش کو ہزار دو ہزار ریویو چاہئیں وہ ابھی سے بک کرالیں۔ ہندوستان کو جتنے چاہئیں وہ بک کروائیں لیکن پتہ جات اندھے طریق پر اکٹھے نہ کریں کہ ڈائرکٹریاں دیکھیں اور پتے اکٹھے کر لئے۔ ریویو اگر مفت بھی دینا پڑا تو دیں گے لیکن شرط یہ ہے کہ آنکھیں کھول کر پتے اکٹھے کریں۔ بعض ریویو آپ کو بھیج دیئے جائیں گے۔ ان کو لے کر بعض اہلِ علم سے ملیں ان کو دکھائیں۔ اگر وہ دلچسپی لیں ان میں شوق پیدا ہو اور وہ پیسے نہ دے سکتے ہوں تو پھر بے شک انکے پتے ہمیں بھجوائیں بغیر کسی قسم کے وہ ریویو دیا جائے گا لیکن یہ کہ ڈائرکٹریاں دیکھ کر پتے اکٹھے کرلیں اس سے وقت کا بھی بہت نقصان ہوتا ہے اور پیسے کا بھی نقصان ہوتا ہے۔ اہلِ علم اس میں دلچسپی لیں گے کیونکہ اس میں ایسے مضامین ہیں جن سے انشاء اللہ تعالیٰ وہ غیر معمولی طور پر متاثر ہوں گے۔

پس خدا کے فضل سے یہ جو آج کے سال کا آخری جمعہ ہے اور آج کے سال کا آخری دن ہے یہ آئندہ سال کیلئے اور آنے والے سالوں کیلئے عظیم الشان خوشخبریاں لے کر آیا ہے اور میں ایک دفعہ پھر ماریشس کی جماعت کو یہ مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ خدا نے ان کو اس سعادت کیلئے چن لیا کہ اس سرزمین سے یہ اعلان ہو اور تمام دنیا کی جماعت کو نئے سال کی مبارک کے ساتھ یہ عظیم تحائف پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس لائق بنائے کہ خدا تعالیٰ کے ان فضلوں کے شکرگذار بن سکیں۔ ان سے پوری طرح استفادہ کر سکیں اور وہ انقلاب جو میں فضا میں ظاہر ہوتا ہوا دیکھ رہا ہوں، جو ہوا میں محسوس کر رہا ہوں، میری توقعات سے بھی بڑھ کر تیزی کے ساتھ آئے اور خدا کے فضلوں کی نئی برساتیں لے کر آئے، نئی بہاریں لے کر آئے، نئے نئے پھول گلشنِ احمد میں کھلتے ہوئے ہم دیکھیں نئے نئے رنگوں اور خوبصورتیوں کے ساتھ تمام عالم میں ہم ان کو سجائیں۔ اور ان کی خوشبو سے ساری دنیا مہک جائے۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔

وُسعتِ حوصلہ

ایک بنیادی خُلق

محترم مولانا محمد صدیق صاحب شاہد گورداسپوری

(قسط ـ ۲)

اس زمانہ کے مامور حضرت مرزا غلام احمد بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام اپنی عادات و اخلاق میں اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے رنگ میں رنگین تھے۔ آپ نے فرمایا۔ ؎

اس نور پر فدا ہوں اس کا ہی میں ہُوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

آپ نے اپنی جماعت کو ہمیشہ مخالفین کی ایذا رسانیوں کو صبر و تحمّل اور حوصلہ کے ساتھ برداشت کرنے کی تلقین فرمائی۔ آپ فرماتے ہیں :۔

"ہر ایک سختی کو برداشت کرو، ہر ایک گالی کا نرمی سے جواب دو تا کہ آسمان پر تمہارے لئے اجر لکھا جائے۔" (روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۳۷)

پھر فرمایا :۔

گالیاں سُن کر دعا دو پا کے دُکھ آرام دو
کبر کی عادت جو دیکھو تم دکھاؤ انکسار

حضورؑ فرماتے ہیں :۔

"میں اپنی جماعت کو چند الفاظ بطور نصیحت کہتا ہوں کہ وہ طریق تقویٰ پر پنجہ مار کر یا وہ گوئی کے مقابل پر یا وہ گوئی نہ کریں اور گالیوں کے مقابل پر گالیاں نہ دیں۔ وہ بہت کچھ ٹھٹھہ اور ہنسی سُنیں گے جیسا کہ سُن رہے ہیں کہ وہ خاموش رہیں۔ تقویٰ اور نیک بختی کے ساتھ خدا تعالیٰ کے فیصلہ کی طرف

نظر رکھیں اگر وہ چاہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی نظر میں قابلِ تائید ہوں تو صلاح اور تقویٰ اور صبر کو ہاتھ سے نہ دیں۔"

(روحانی خزائن جلد ۱۴ صفحہ ۱۵۳)

اس تعلیم کے سب سے بڑے پیروکار خود حضرت بانی سلسلہ احمدیہ تھے۔ تمام دشمنوں مخالفوں اور بدگوئیوں کے مقابل پر آپ ایک کوہِ وقار تھے۔ اور اللہ تعالیٰ نے حضورؑ کو بڑا وسیع ظرف اور برداشت کی قوت عطا فرمائی تھی۔ حضور فرماتے ہیں:۔

"لوگوں کی گالیوں سے ہمارا نفس جوش میں نہیں آتا۔" (ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۹)

پھر فرمایا:۔

"مَیں اپنے نفس پر اتنا قابو رکھتا ہوں اور خدا تعالیٰ نے میرے نفس کو ایسا بنایا ہے کہ اگر کوئی شخص ایک سال بھی میرے سامنے میرے نفس کو گندی سے گندی گالیاں دیتا رہے آخر میں وہی شرمندہ ہوگا۔ اور اسے اقرار کرنا پڑے گا کہ وہ میرے پاؤں جگہ سے اکھاڑ نہ سکا۔" (ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۴۵۶)

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ اپنے اس دعویٰ پر کس طرح عمل پیرا تھے اس کی جھلک درج ذیل واقعات میں نظر آتی ہے:۔

۱۔ جنوری ۱۸۹۲ء میں حضور اقدس نے لاہور کا سفر اختیار کیا جہاں آپ منشی پیراں بخش صاحب کی کوٹھی سے "محبوب رائیوں" کی ایک وسیع اور فراخ کوٹھی میں منتقل ہو گئے۔ وہاں ایک واقعہ پیش آیا۔ جس نے حضرت اقدس کی بردباری اور تحمل اور حوصلہ کا پورا نقشہ پیش کر دیا۔

وہاں حضرت اقدس اپنے جانثاروں اور فدائیوں میں موجود تھے۔ اس مجلس میں برہمو سماج کے ایک ہندو لیڈر جو ایگزامنر آفس میں بڑے آفیسر تھے، بابو موزمدار بھی موجود تھے۔ اور حضورؑ سے بعض سوالوں کے جواب حاصل کر رہے تھے۔ کہ ایک شخص آیا اور حضورؑ کو نہایت گندی گالیاں دینی شروع کر دیں۔ مگر حضور اپنی پگڑی کا شملہ اپنے منہ پر رکھے کمال سکون اور اطمینان سے اس طرح خاموش تھے گویا آپ کچھ سن ہی نہیں رہے۔ اور حضور کے چہرے پر غصہ اور نفرت کی کوئی علامت ظاہر نہیں ہوئی۔ جاں نثاروں کا دل چاہتا تھا کہ ایسے گستاخ کا منہ ہمیشہ کے لئے بند کر دیں۔ مگر اپنے آقا کے ادب اور اس کے اسوہ کو دیکھ کر اپنے دلوں میں اٹھنے والے طوفان پر قابو پاتے رہے۔ برہمو لیڈر نے بھی اس شخص کو روکنا چاہا مگر حضور نے فرمایا کہ۔ "اسے کچھ نہ کہیں۔ جو یہ کہتا ہے اسے کہنے دیجئے۔" اور اس شخص سے کہا کہ "کچھ اور بھی کہنا ہو تو کہہ لو۔"

وہ شخص دریدہ دہنی کرتا رہا۔ یہاں تک کہ خود ہی تھک کر خاموش ہو گیا اور اُٹھ کر چلا گیا۔

اس طرح ہزاروں لاکھوں انسانوں کے محبوب پیشوا پر اس کے فدائیوں کی موجودگی میں بلاجواز زبان طعن دراز کرنا اور اس کے جواب میں مکمل سکوت کوئی ایسا معمولی واقعہ نہ تھا۔ جو دلوں کو فتح نہ کرتا۔ چنانچہ برہمو سماج کے لیڈر بابو موز مدار اس واقعہ کو ایک خاص پس منظر میں دیکھ کر بے اختیار بول اٹھے۔

"ہم نے مسیح کی بردباری اور حلم کے متعلق بہت کچھ سنا اور پڑھا تھا۔ مگر یہ سب باتیں کہانیاں معلوم ہوتی تھیں مگر آج یہ کمال ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہے۔ ناممکن ہے کہ ایسا شخص کامیاب نہ ہو۔"

پھر حضور سے مخاطب ہو کر کہا:۔

"یہ آپ کا بہت بڑا اخلاقی معجزہ ہے۔" (تاریخ احمدیت لاہور ص۲۱)

ایک دفعہ حضرت اقدس علیہ السلام..... قادیان میں تقریر فرما رہے تھے اور جمعہ کی وجہ سے جماعت کثیر تعداد میں موجود تھی کہ اتنے میں ایک آریہ وہاں آیا۔ اور سامنے کھڑا ہو کر حضرت صاحب کو اور آپ کی جماعت کو سخت گندی اور فحش گالیاں دینے لگا۔ اور چپ ہونے میں نہیں آتا تھا۔ مگر آپ خاموشی سے سنتے رہے۔ بڑے مجمع میں ہر قسم کی طبائع کے لوگ ہوتے ہیں۔ بعض لوگوں کو اس وقت بڑا جوش تھا مگر آپ کے ادب کے باعث سب خاموش رہے۔ آخر جب اس کی فحش زبانی حد سے بڑھ گئی اور وہ بار بار نرمی سے سمجھانے کے باوجود اپنی اس گندہ دہنی اور دشنام طرازی سے باز نہ آیا تو حضرت اقدس نے فرمایا کہ اسے نرمی سے پکڑ کر باہر چھوڑ آئیں اور اسے کچھ نہ کہیں۔"

ایک دفعہ ایک عرب قادیان تشریف لائے لیکن تھے بہت تیز۔ آتے ہی حضرت اقدس کو کذاب اور کافر اور جو دل میں آیا کہہ ڈالا۔ خود حضرت اقدس فرماتے تھے کہ میرے دل میں یہ بات آئی کہ اس گالیاں دینے والے کو پوری طرح دعوت الی اللہ کرنی چاہیئے۔ اور اس کی گالیوں سے گھبرانا نہیں چاہیئے۔ چنانچہ میں برابر گالیاں سنتا رہا۔ اور اسے پیغام حق دیتا رہا۔ یہاں تک کہ خدا نے ایسا فضل کیا کہ تین روز کے اندر اندر اس نے بیعت کر لی۔"

حضرت اقدس پر پادری ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک نے اگست ۱۸۹۷ء میں جو قتل کا مقدمہ دائر کیا۔ اس میں آپ کے خلاف گواہی دینے کے لئے مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی بھی پیش ہوئے۔ وہاں جو واقعہ پیش آیا وہ حضرت اقدس کے تحمل اور وسعت حوصلہ کا ایک عظیم الشان شاہکار ہے۔

مولوی محمد حسین صاحب نے اپنے بیان میں جو الزامات حضرت اقدس پر لگا سکتے تھے لگائے۔ لیکن ان کے جواب میں حضرت اقدس کا انداز یہ تھا کہ ایک موقع پر جب کہ آپ کے وکیل مولوی فضل دین صاحب نے

مولوی محمد حسین پر ایسا سوال کیا جس سے اس کے نسب اور کیریکٹر پر زد پڑتی تھی ۔ تو حضرت اقدس فوراً اپنی کرسی سے اٹھے اور مولوی فضل دین صاحب کے منہ کی طرف ہاتھ بڑھا کر فرمایا کہ ہم اس قسم کا سوال کرنے کی اجازت نہیں دیتے ...... حضرت اقدس کی بلند اخلاقی اور عالی حوصلگی کو دیکھ کر ڈپٹی کمشنر صاحب اس نتیجہ پر پہنچے کہ مولوی صاحب حضرت مرزا صاحب کے دشمن ہیں ۔ اس لئے ان کا بیان فضول اور پایۂ اعتبار سے ساقط ہے ۔ چنانچہ انہوں نے اپنے فیصلہ میں مولوی صاحب کے بیان کا ذکر ہی نہیں کیا ۔

(حیاتِ طیبہ صفحہ ۱۰۹)

ایک دفعہ ایک شخص قادیان آیا اور مہمان خانے میں ٹھہرا ۔ اسے اپنے زہد اور عبادت پر بڑا ناز تھا ۔ اور الہام کا بھی مدعی تھا ۔ اتفاق سے اس کا لوٹا مہمان خانہ میں گم ہو گیا ۔ ظہر کے وقت حضرت اقدس (بیت الذکر) میں تشریف لائے تو اس نے شکایت کی کہ میرا لوٹا گم ہو گیا ہے ۔ حضرت صاحب نے ایک دوست کو حکم دیا کہ مہتمم مہمان خانہ کو کہہ دیں کہ فوراً ایک نیا لوٹا انہیں خرید کر دے دو ۔ لیکن نامعلوم اس خشک مزاج زاہد کو کس قدر غصّہ تھا کہ اس کی تسلّی نہ ہوئی ۔ اور وہ آپ کے ساتھ گستاخانہ کلام کرتا رہا ۔ آپ بالکل خاموش رہے ۔ تاہم وہ تیز ہوتا گیا یہاں تک کہ دشنام دہی پر اتر آیا ۔ حضور بڑے اطمینان سے بیٹھے سُن رہے تھے ۔ جب وہ دَم لینے کو چُپ ہو جاتا تو آپ جواب میں فرماتے :۔

"مجھے بڑا افسوس ہے کہ مہمان خانے کے ملازمین کی غفلت سے آپ کا لوٹا گُم ہو گیا جس سے آپ کو بہت تکلیف ہوئی ۔ ابھی آپ کو نیا لوٹا مل جاتا ہے ۔"

لیکن وہ شخص پھر وہی بدزبانی شروع کر دیتا ۔ اس طرح آپ پھر نہایت اطمینان اور سکون سے اس کی گالیاں سنتے رہے ۔ دیر تک یہ سلسلہ جاری رہا ۔ یہاں تک کہ نماز باجماعت نے اس سلسلہ کو ختم کر دیا ۔ لیکن فریضۂ نماز ادا کرنے کے بعد حضرت اقدس جو اندر تشریف لے جانے لگے تو اس شخص نے پیچھے آکر آپ کا کوٹ پکڑ لیا ۔ آپ نے منہ پھیر کر دیکھا تو اس نے آپ کو مخاطب کر کے کہا "سُن مجھے خدا نے بتایا ہے کہ تُو بہت جلد طاعون سے ہلاک ہو جائے گا ۔" حضرت اقدس نے اس کے جواب میں کچھ نہیں کہا ۔ اور خاموشی سے اندر تشریف لے گئے ۔ اس آدمی کو نیا لوٹا خرید کر دیا گیا اور وہ قادیان سے چلا گیا ۔ لیکن خدا کی شان وہ اپنے گاؤں میں جو ضلع فیروزپور میں تھا پہنچتے ہی طاعون سے ہلاک ہو گیا ۔"

وسعتِ حوصلہ کا اندازہ رحمی رشتہ داروں کے ساتھ تعلقات سے بھی ہوتا ہے ۔ اس کی بھی ایک جھلک ملاحظہ ہو :۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے رحمی رشتہ داروں کا ایک بڑا حصّہ آپ کے شدید مخالفین کی صف اوّل

میں شامل تھا۔ حضور کے دعویٰ ماموریت کے بعد تو آپ کے رشتہ داروں نے آپ کی مخالفت میں شدت اختیار کی۔ حضور کے چچازاد بھائی مرزا امام دین اور مرزا نظام دین تو آپ کی مخالفت میں نہ صرف پیش پیش تھے بلکہ عملی طور پر ہر ممکن ایذا رسانی کے لئے تیار رہتے تھے۔ وہ باہر سے آنے والے حضور کے مہمانوں کو تنگ کرنے اور انہیں واپس بھجوانے کے لئے ہر ممکن ذرائع اختیار کرتے۔ مگر ان لوگوں کی بے پناہ اشتعال انگیزی کے باوجود حضور اور آپ کی جماعت نے صبر کا دامن نہ چھوڑا۔ جس پر ان لوگوں کے حوصلے اور بھی بلند ہو گئے اور انہوں نے حضور کے گھر کے قریب والی (البیت المبارک) کے راستہ میں دیوار کھینچ دی جس سے وہاں آنے والے نمازیوں اور ملاقاتیوں کو شدید تکلیف ہوتی اور انہیں چکر کاٹ کر جانا پڑتا تھا۔ صورتحال اتنی نازک ہو گئی کہ حضورؑ قادیان چھوڑ کر کسی اور جگہ جا بسنے پر غور کرنے لگے۔ حضرت چوہدری حاکم علی صاحب بیان فرماتے ہیں:۔

> "جب مرزا امام الدین اور نظام الدین (بیت المبارک) کا رستہ دیوار کھینچ کر بند کرنے لگے تو حضرت صاحب نے چند آدمیوں کو جن میں میں بھی تھا فرمایا کہ ان کے پاس جاؤ اور بڑی نرمی سے سمجھاؤ کہ یہ راستہ بند نہ کریں اس سے میرے مہمانوں کو بہت تکلیف ہوگی۔ اور اگر چاہیں تو میری کوئی اور جگہ دیکھ کر بے شک قبضہ کر لیں۔ اور حضرت صاحب نے تاکید کی کہ کوئی سخت لفظ استعمال نہ کیا جائے۔ چوہدری صاحب کہتے ہیں کہ ہم گئے تو آگے دونوں مجلس لگائے بیٹھے تھے۔ اور حقّے کا دور چل رہا تھا۔ ہم نے جا کر حضرت صاحب کا پیغام دیا اور بڑی نرمی سے بات شروع کی۔ لیکن مرزا امام الدین نے سنتے ہی غصہ سے کہا کہ وہ (یعنی حضرت صاحب) خود کیوں نہیں آیا۔ اور میں تم لوگوں کو کیا جانتا ہوں۔ پھر حضورؑ نے ایک وفد ڈپٹی کمشنر کے پاس بھجوایا۔ مگر وہاں بھی کوئی شنوائی نہ ہوئی۔"
>
> (سیرۃ المہدی جلد اوّل ص ۱۱۹)

آخر حضورؑ نے وکلاء کے مشورہ سے قانونی چارہ جوئی کی جس کے نتیجہ میں بالآخر خدائی نصرت اور بشارت کے مطابق حضرت اقدس کو مقدمہ میں کامیابی ہوئی اور یہ دیوار گرائی گئی۔ اس پر حضور کے وکیل نے حضور کی اجازت کے بغیر مرزا نظام الدین صاحب اور مرزا امام الدین صاحب کے خلاف خرچہ کی ڈگری حاصل کر کے قرقی کا حکم جاری کرا دیا۔ جب قرقی کا حکم جاری ہوا تو ان دونوں مرزا صاحبان نے بڑی لجاجت سے حضور کو خط لکھا کہ آپ بھائی ہو کر اس قرقی کے ذریعہ ہمیں کیوں ذلیل کرتے لگے ہیں۔ وہ بھول گئے تھے کہ انہوں نے اللہ کے گھر میں جانے والے نمازیوں کی راہ بند کی تھی اور حضور کو ایک طرح محصور کرنا چاہا تھا اور اب ان کے پاس قرقی کی بیباکی کے لئے پورا روپیہ بھی نہ تھا۔ لیکن جب حضور کو ان کا یہ خط پہنچا تو آپ نے انہیں فوراً جواب دیا کہ آپ

احمدی انصار کی تربیت کے لئے

ماہنامہ

انصار اللہ ربوہ

تبلیغ ۱۳۷۳ ہش

فروری ۱۹۹۴ء

ایڈیٹر

نصر اللہ خان ناصر

پبلشر:۔ چوہدری محمد ابراہیم

پرنٹر:۔ قاضی منیر احمد

مطبع:۔ ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ

مقام اشاعت:۔ دفتر ماہنامہ انصار اللہ
دار الصدر جنوبی۔ ربوہ

اس شمارے میں

جلد نمبر ـــ ۳۵
شمارہ نمبر ـــ ۲

شرح چندہ

پاکستان ـــ چالیس روپے سالانہ
قیمت فی پرچہ ـــ چار روپے

بالکل مطمئن رہیں۔ کوئی قرقی نہیں ہوگی۔ یہ ساری کارروائی میرے علم کے بغیر ہوئی ہے۔ (سیرت طیبہ صـ۴۳)

رشتہ داروں کے ساتھ اعلیٰ ظرف اور وسعت حوصلہ کی یہ عظیم الشان مثال ہے۔

ہمارے پیارے امام خلیفۃ المسیح الرابع ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز ہر احمدی کو دعوت الی اللہ کا فریضہ پورے جوش اور جذبہ کے ساتھ ادا کرنے کی طرف توجہ دلا رہے ہیں۔ یہ فریضہ ہم اس وقت تک کما حقہ، ادا نہیں کر سکتے اور نہ ہی بہتر نتائج برآمد ہو سکتے ہیں جب تک ہم اپنے اندر وسعت حوصلہ جیسا خُلق پیدا نہ کریں۔ گالیاں سُن کر دعائیں دینے کی عادت نہ اپنا لیں۔ بدخلقی کے مقابل پر اخلاق حسنہ کا اظہار نہ کریں۔ دُکھ اُٹھا کر محبت و پیار کی فضا پیدا نہ کریں اور اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَن کے اصول کو اپناتے ہوئے بدی کے مقابل نیکی کا طریق اختیار نہ کریں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز فرماتے ہیں۔

”باوجود مواعظ حسنہ کے لوگ آپ سے لڑنے کے لئے تیار ہوں گے۔ فرمایا اس وقت بھی ہم نہیں ہدایت کرتے ہیں کہ مقابلہ کرو اور پیٹھ نہ دکھاؤ......... اب تم تیار ہو جاؤ۔ تمہارا پورا حق ہے کہ تم اپنی پوری قوت اور پوری شدت کے ساتھ ان لڑنے والوں کا مقابلہ کرو لیکن مقابلہ جبر سے نہیں کرنا۔ فرمایا جَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ اب بھی بدی کے ساتھ مقابلہ حسن کا ہی ہوگا۔ وہ بدی لے کر آئیں گے۔ تم نے اس کی جگہ حُسن پیش کرنا ہے۔ وہ تمہاری بُرائی چاہیں گے تم ان کی اچھائی چاہو گے۔ وہ کمزور دلیلیں دیں گے تم ان سے زیادہ قوی اور طاقتور اور دلکش دلیلیں نکالا کرنا اور ہر مقابلہ کی شکل میں حسن کے نمائندہ بن جانا اور وہ نفرت اور بدیوں کے نمائندہ بن جائیں گے۔“

(خطبہ جمعہ ۲۵۔ فروری ۱۹۸۳ء)

پس وسعت حوصلہ کا خُلق فتح اور کامیابی کی یقینی ضمانت ہے اور ہزاروں سال کی مذہبی تاریخ کا لمحہ لمحہ اس کی گواہی دے رہا ہے۔ آج بھی ہر احمدی کے لئے یہ لائحہ عمل ہے۔ یہی وہ راہ ہے جس کے ذریعہ ہم کامیاب ہو سکتے ہیں۔ پس اپنے اندر اور اپنی اولادوں کے اندر وسعتِ حوصلہ کا وصف پیدا کریں۔

منظوم کلام حضرت مصلح موعودؓ

ذکرِ خدا پہ زور دے ظلمتِ دل مٹائے جا
گوہرِ شب چراغ بن، دنیا میں جگمگائے جا

دوستوں دشمنوں میں فرق دابِ سلوک یہ نہیں
آپ بھی جامِ مے اُڑا غیر کو بھی پلائے جا

خالی اُمید ہے فضول سعیِ عمل بھی چاہیئے
ہاتھ بھی تو ہلائے جا اُس کو بھی بڑھائے جا

جو لگے تیرے ہاتھ سے زخم نہیں علاج ہے
میرا نہ کچھ خیال کر زخم یونہی لگائے جا

مانے نہ مانے اس سے کیا بات تو ہوگی دو گھڑی
قصۂ دل طویل کر بات کو تو بڑھائے جا

کشورِ دل کو چھوڑ کر جائیں گے وہ بھلا کہاں
آئیں گے وہ یہاں ضرور تو انہیں بس بلائے جا

منزلِ عشق ہے کٹھن راہ میں راہزن بھی ہیں
پیچھے نہ مُڑ کے دیکھ تو آگے قدم بڑھائے جا

عشق کی سوزشیں بڑھا جنگ کے شعلوں کو دبا
پانی بھی سب طرف چھڑک آگ بھی تو لگائے جا

(از کلامِ محمود صفحہ ۱۱۷)

سیّدنا حضرت مُصلح موعُود کی ایمان افروز یادیں

محبّت وشفقت، حُسن سلوک، حلم و بُردباری کے متفرق واقعات

اللہ تعالیٰ نے "مصلح موعود" کے بارہ میں جو صفات بیان فرمائیں وہ پیشگوئی کے مطابق لفظاً لفظاً حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی کے مبارک وجود میں پوری ہوئیں۔ پیشگوئی کی ایک علامت "وہ حُسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا" اور "دل کا حلیم" اپنی پوری آب و تاب سے آپ کے وجود میں ظاہر ہوئیں اور آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ظاہری اور باطنی حسن کے مثیل ٹھہرے۔ تعلق باللہ، قبولیت دعا، محبت وشفقت، حلم و بُردباری اہل و عیال اور خدام سے حسن سلوک کے اَن گنت واقعات لمحہ لمحہ قدم قدم پہ آپ کی سیرت و اخلاق میں نظر آتے ہیں۔ انہی واقعات پر مشتمل چند حسین یادیں ہدیہ قارئین کی جارہی ہیں۔ (ایڈیٹر)

اہلِ خانہ سے حُسنِ سلوک کی ایک مثال

حضرت سیدہ مہر آپا صاحبہ بیان فرماتی ہیں:-

"مجھے خوب یاد ہے کہ شادی کے بعد جب پہلی دفعہ ہم لوگ ڈلہوزی سیزن گذارنے کے بعد واپس قادیان آئے تو ایک دن خنک موسم میں آپ نے مجھے آتش دان جلانے کیلئے فرمایا میں نے اپنی طرف سے کوئلے سُلگانے اور کمرہ گرم کرنے کی بڑی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہوئی۔ خاصی دیر گذرنے پر آپ اپنے کام کو چھوڑ کر میری طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا کہ اب تک انگیٹھی گرم نہیں ہوئی میں اپنے دل میں شرمندگی محسوس کر رہی تھی کہ مجھ سے آخر انگیٹھی کیوں نہیں جلتی۔ آپ مسکرائے اور آگے بڑھ کر مجھ سے دیا سلائی لے لی۔ لکڑی اور پتھر کے کوئلوں کو اس طرح ترتیب دیا کہ پہلے لکڑی کے کوئلے اس کے بعد پتھر کے اور پھر لکڑی کے کوئلوں کو دیا سلائی دکھائی۔ چند لمحوں میں آگ بھڑک اُٹھی اور حضور نے مُسکرا کر فرمایا اسے جادو کہتے ہیں۔ میری شرمندگی کو آپ بھانپ گئے تھے اور فرمایا کوئی بات نہیں ہے۔ ابتداء میں کام نہیں آیا کرتے پھر آہستہ آہستہ سب کچھ ٹھیک ہو جاتا ہے۔ آج ہم نے تمہیں آگ جلانی سکھا دی۔"

(الفضل جلسہ سالانہ نمبر ۱۹۶۹ء، صفحہ ۲۳)

یہ صرف ایک واقعہ بیان کیا گیا ہے۔ ایسے بیسیوں مواقع آپ کی اہلی زندگی میں بیویوں سے حسن سلوک کے ہیں، جو ارشاد نبوی خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ کے مطابق ہیں۔

اپنے ہاتھ سے کام کرنا اور بے تکلّف زندگی

محترمہ سراج بی بی صاحبہ (جو انچارج دفتر لجنہ اماء اللہ ہوا کرتی تھیں) نے بیان کیا۔

"ایک دفعہ جب حضور شملہ تشریف فرما تھے۔۔۔۔ جمعہ کا دن تھا۔ دھوبی وقت پر کپڑے نہ لایا اور گھر سے بھی کوئی دُھلی ہوئی پگڑی نہ نکلی تو حضور خود اپنی پگڑی دھونے بیٹھ گئے۔ حضرت سیّدہ ام طاہر (اللہ کی رحمتیں آپ پر ہوں) نے بہت اصرار کیا کہ لائیں مَیں دھو دُوں۔ حضور نے فرمایا مَیں کسی ناراضگی کی وجہ سے یہ کام نہیں کر رہا بلکہ اس لئے دھو رہا ہوں۔ کہ ہمارے پیارے آقا حضرت رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلم بھی خود اپنے ہاتھ سے اس قسم کے کام کیا کرتے تھے۔" (مصباح نومبر دسمبر ۱۹۶۵ء صفحہ ۵۲)

آپ کی سیرت کا یہ واقعہ بھی عین ارشاد رسولؐ "اَلْکَاسِبُ حَبِیْبُ اللہ" کی رُوح کے مطابق ہے۔

بچّوں کی حسن تربیت اور شرف انسانیت کی اعلیٰ مثال

محترمہ صاحبزادی امۃ الباسط صاحبہ بیگم محترم سیّد میر داؤد احمد صاحب بیان فرماتی ہیں:

"روزانہ جب حضرت ابّا جان (المصلح الموعود) سے ملنے جاتی تو دیکھتے ہی فرماتے تمہارا بیٹا نماز کیلئے جاتا ہے۔ مَیں عرض کرتی جی۔ فرماتے نماز ہوگئی ہے اور وہ ابھی مجھے ملنے نہیں آیا۔ بعض وقت تو اسی وقت آجاتا تھا بعض اوقات چھوٹی آپا بتاتی تھیں کہ وہ دُور کھڑے ہو کر سلام کر کے چلا گیا۔ ایک دن فرمانے لگے تم بی (سید قمر سلیمان احمد) کی آمین کیوں نہیں کرتیں اسے بے حد شوق ہے اس کی آمین کر دو۔ ابھی وہ مجھے کہہ کر گیا ہے کہ ابّا حضور دعا کریں امی میری آمین کر دیں۔ دوسرے دن ہی مَیں نے تیاری کر کے اس کی آمین کر دی۔ (ماہنامہ مصباح نومبر دسمبر ۱۹۶۵ء صفحہ ۲۷)

"۱۹۵۷ء کی بات ہے حضرت ابّا جان نخلہ میں مقیم تھے ہم لوگ بھی ان دنوں وہیں تھے۔ میرا بچہ سید قمر سلیمان احمد جسے پیار سے ہم بَبّی کہتے ہیں جس کی عمر اس وقت تین سال تھی۔ باہر بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ تھوڑی دیر میں بچوں کا شور بلند ہوا اور بَبّی روتا ہوا اندر داخل ہوا اور بچوں کی قطار اس کا مذاق اڑاتے ہوئے اس کے پیچھے پیچھے تھی۔ حضور صحن میں زمین پر تشریف فرما تھے حضور نے دریافت کیا کہ کیا بات ہے۔ معلوم ہوا کہ خاکروب جس کا نام صادق مسیح تھا بَبّی کے گلے میں بازو ڈال کر پیار سے اس کا کلّا چُوما تھا۔ اس پر بچوں نے اپنی معصومیت کے ساتھ بَبّی کو چھیڑنا اور چڑانا شروع کر دیا۔

حضرت ابا جان نے یہ دیکھ کر بَبّی کو اپنے قریب بلایا اور اس سے پوچھا کہ تمہیں خاکروب نے کس جگہ پیار کیا تھا۔ اس نے اپنے گال پر انگلی رکھ کر بتایا کہ اس جگہ پیار کیا تھا۔ حضور نے بَبّی کو اپنے ساتھ چمٹا کر عین اسی جگہ اس کو چُوما اور فرمایا بس اب چُپ کر جانا۔ مَیں نے تمہیں پیار کر لیا ہے اور بچے جو بَبّی کو چھیڑ رہے تھے حیران ہو کر خاموش ہو گئے۔" (مجلۃ الجامعہ ۴/۲ و مصباح نومبر دسمبر ۱۹۶۵ء)

عام معاشرہ میں حقارت سے دیکھا جانے والا انسان اس وقت کس سوچ میں ہو گا کہ شاید اس کی فطری محبت کے نتیجہ میں

جھڑکیاں ملیں گی۔ مگر حضرت مصلح موعودؓ نے ان حالات کو بھانپ کر نہ صرف بچوں کے استہزاء کو روکا بلکہ ان کے دلوں میں احترام انسانیت پیدا کیا اور صادق مسیح کی بھی دلجوئی کر کے اس کا وقار قائم کیا۔

حضور کا واپس ہو کر مصافحہ کرنا اور دلجوئی

محترم شیخ محمد اسماعیل صاحب پانی پتی آپ کی دلجوئی اور اپنے خدام کی تربیت کے چند واقعات بیان کرتے ہیں۔
۱۹۲۴ء کا ذکر ہے کہ مَیں اپنے فرزند محمد احمد کو مدرسہ احمدیہ میں داخل کرانے کیلئے قادیان لایا مغرب کی نماز حضور کی اقتداء میں پڑھی۔۔۔۔ نماز کے بعد حضور واپس تشریف لے جانے لگے تو احباب جماعت حضور سے مصافحہ کرنے کیلئے راستہ کے دونوں طرف کھڑے ہوگئے اور حضور ان کے درمیان سے گذرنے لگے۔ مَیں بھی وہاں کھڑا ہوگیا۔ مگر جس وقت مَیں نے مصافحہ کیلئے ہاتھ بڑھایا تو فوراً ایک اور صاحب مصافحہ کرنے کے شوق میں آگے بڑھے اور مَیں ان کے "دھکے" سے پیچھے ہٹ گیا اور حضرت صاحب آگے بڑھ گئے اور مَیں دیکھتا رہ گیا۔ مگر تین چار قدم آگے جانے کے بعد معاً حضرت صاحب واپس لوٹے کیونکہ آپ کو محسوس ہوگیا تھا کہ کسی شخص نے ہاتھ بڑھایا تھا مگر وہ مصافحہ نہیں کر سکا۔ پس حضور نے واپس ہو کر مجھ سے مصافحہ کیا۔ میری خیریت پوچھی اور قادیان آنے کی وجہ دریافت فرمائی اور پھر تشریف لے گئے۔

اعلیٰ اور شریفانہ طرز تخاطب کا واقعہ

۱۹۴۷ء میں جب حضور قادیان سے ہجرت فرما کر پاکستان تشریف لائے اور لاہور کے رتن باغ میں قیام فرمایا تو ابتداء میں بہت سے لوگ ایک انتظام اور تنظیم کے ماتحت بسوں میں قادیان جاتے اور واپس آیا کرتے تھے۔ ایک روز شام کے وقت رتن باغ کے لان میں ایک کارکن نے لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ اعلان کیا کہ کل صبح سویرے جو قافلہ قادیان کیلئے روانہ ہو رہا ہے اس میں جو آدمی شامل ہو کر جانا چاہیں وہ نماز مغرب کے فوراً بعد یہاں حاضر ہو کر اپنے اپنے نام لکھوا دیں۔ چونکہ یہ اعلان لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ بہت بلند آواز سے کیا گیا تھا لہٰذا حضرت صاحب نے بھی اپنے کمرہ میں سُنا اور فوراً ایک صاحب کے ہاتھ کہلا بھیجا کہ ابھی ابھی جو اعلان ہوا ہے یہ بالکل غلط ہے۔ میری طرف سے لاؤڈ سپیکر پر یہ اعلان کر دیا جائے کہ "جو جو حضرات کل صبح قادیان تشریف لے جانے کا ارادہ رکھتے ہوں وہ نماز مغرب کے بعد از راہ کرم دفتر میں تشریف لے آئیں تا کہ ان کے اسم ہائے گرامی نوٹ کر لئے جائیں اور سفر کیلئے جو ضروری ہدایات ہوں وہ بھی انہیں سمجھا دی جائیں۔ حضور کے اعلیٰ اور شریفانہ طرز تخاطب کا یہ واقعہ کتنا اچھا نمونہ ہے جو مَیں نے دیکھا۔"

دعوت طعام پر سادگی اور دوسروں کا خیال رکھنا

"ایک دعوت جس میں مَیں بھی حاضر تھا منتظمین نے حضرت صاحب کے بیٹھنے کے لئے خاص الخاص اہتمام کیا۔ دری

پر ایک قالین بچھائی ایک بڑا گاؤ تکیہ لگایا۔ کھانے کی کئی پلیٹیں آپ کے آگے دسترخوان پر قرینے سے لاکر رکھیں۔ جب حضرت صاحب تشریف لائے تو آپ نے اس ساز و سامان اور خاص انتظام و انصرام کو دیکھ کر فرمایا کہ " یہ تکیہ میرے لئے خاص طور پر کیوں لگایا گیا ہے اور یہ قالین خاص میرے لئے کیوں بچھائی گئی ہے۔ اٹھاؤ دونوں چیزوں کو جس طرح اور تمام احباب بیٹھے ہوئے ہیں میں بھی سب کے ساتھ اسی طرح بیٹھوں گا۔

حکم کی تعمیل میں دونوں چیزیں فوراً اٹھائی گئیں اور حضور سب لوگوں کے ساتھ دری پر بیٹھ گئے۔ اور بیٹھتے ہی اپنے دائیں بائیں بیٹھنے والے اصحاب سے فرمایا کہ آپ صاحبان اتنے الگ الگ اور دُور دُور کیوں بیٹھے ہیں میرے پاس آکر بیٹھیں۔ پھر فرمایا کہ یہ چار پانچ پلیٹیں میرے سامنے کیوں لاکر رکھی گئی ہیں۔ جبکہ تمام حاضرین کے سامنے ایک ایک پلیٹ ہے۔ یہ سب اٹھاؤ اور صرف ایک پلیٹ رہنے دو۔ میں کوئی دیو تو نہیں ہوں جو چار پانچ پلیٹیں بھر کر کھاؤں گا۔ اس کے بعد جب منتظمین نے کھانا تمام مہمانوں کے آگے رکھ دیا تو حضور نے بلند آواز سے فرمایا کہ کیا کھانا سب دوستوں کے پاس پہنچ گیا ہے۔ اس پر ایک صاحب نے کھڑے ہو کر کہا کہ حضور میرے سامنے کھانا نہیں آیا۔ اس پر منتظمین کو ہدایت کی کہ ان صاحب کو فوراً کھانا پہنچاؤ۔ ایک دو منٹ کے بعد حضور نے پھر ان صاحب کو مخاطب کر کے بلند آواز سے پوچھا کہ کیا آپ کو کھانا پہنچ گیا۔ جب ان صاحب نے کہا کہ ہاں حضور پہنچ گیا ہے تب حضور نے فرمایا کہ کھانا ۔۔۔ شروع فرمائیں۔

(ماہنامہ انصار اللہ جنوری ۱۹۶۶ء صفحہ ۲۶ تا صفحہ ۲۸)

غرباء و مساکین سے ہمدردی

مکرم مولوی عبدالرحمٰن صاحب انور (اسسٹنٹ پرائیویٹ سیکرٹری) غریب پروری کے چند واقعات بیان فرماتے ہیں۔

" حضور سندھ میں ایک جگہ تشریف لے گئے تو حضور کے کار سے اترتے ہی حضور کے گرد اس گاؤں کے بہت سے غریب بچے اکٹھے ہوگئے۔ حضور نے دریافت فرمایا کہ کچھ ریزگاری ہے۔ اگر ہے تو ان غریب بچوں میں تقسیم کر دی جائے۔ اور ارشاد فرمایا کہ سفر میں ایسی ضرورتوں کیلئے چھوٹے نوٹ اور ریزگاری ضرور رکھی جایا کرے۔ چنانچہ اس گاؤں میں بھی کچھ رقم غرباء میں تقسیم کر دی گئی۔ اور آئندہ بھی سفروں میں خیال رکھا گیا۔

ایک مرتبہ حضور حضرت سید احمد بریلویؒ کی قبر پر بالاکوٹ تشریف لے گئے تو دعا کے بعد جب احاطہ سے باہر تشریف لائے تو فرمایا کہ مجاور کو دس روپے دے دئے جائیں کیونکہ یہ لوگ اپنے شوق سے بزرگوں کی قبروں کی حفاظت کرتے ہیں۔ ان کا بھی حق ہے۔

جب حضور ربوہ تشریف لائے (یعنی اس بے آب و گیاہ میدان کو اپنا مسکن بنایا) تو ایک قریبی خانقاہ کے متولی حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور درخواست کی کہ ان کے رہٹ کو چلانے والا ایک اونٹ تھا جو مر گیا۔ ایک اونٹ

قابل فروخت ہے۔ حضور وہ مجھے للہ خرید دیں۔ حضور نے ازراہِ شفقت دفتر کو ہدایت فرمائی کہ جس قسم کا اونٹ یہ چاہتا ہے اسے خرید دیا جاوے۔ چنانچہ دفتر کا آدمی اس کے ساتھ گیا اور وہ اونٹ ۶۰۰ روپے میں خرید کر اس کے حوالے کیا گیا۔"
(مجلہ الجامعہ جلد ۴ نمبر ۲ صفحہ ۱۶۷)

قبولیت دعا کا واقعہ

مکرم چوہدری ظہور احمد صاحب مرحوم (ناظر دیوان) نے بیان فرمایا کہ
"میرے والد منشی امام الدین مرحوم سے گاؤں بھاگی ننگل کے شخص لچھمن سنگھ (جس کے ہاں اولاد نہ ہوتی تھی) نے درخواست کی کہ اپنے حضرت صاحب سے دعا کروائیں کہ خدا مجھے لڑکا دے۔ اگر مرزا صاحب سچے ہوں گے تو میرے ہاں اولاد ہو جائیگی۔ والد صاحب قادیان آئے حضور سے سارا واقعہ عرض کر دیا حضور نے فرمایا مَیں دعا کروں گا اور انشاء اللہ اس کے ہاں اولاد ہو گی۔ والد صاحب نے اسے یہ خوشخبری سُنا دی۔ کچھ عرصہ کے بعد اس کے ہاں لڑکا پیدا ہوا۔ جس کا نام اودھم سنگھ ہے۔
(یہ لڑکا میٹرک پاس کر چکا ہے اور اپنے گاؤں میں پہلا نوجوان ہے جس نے اتنی تعلیم حاصل کی ہے)
جلسہ سالانہ قریب تھا لوگ کثرت سے پیدل اور یکوں میں قادیان آتے تھے۔ لچھمن سنگھ نے اسی خوشی میں بٹالہ سے آنے والی سڑک پر احمدی دوستوں کو گنّے کا رس پلایا۔ مَیں ان دنوں چھوٹا بچہ تھا۔ مجھے یاد ہے کہ والد صاحب نے اسے ایک کاغذ پر یہ واقعہ لکھ کر دیا تھا تاکہ وہ اسے سڑک پر آویزاں کر دے اور آنے والے دوست اسے پڑھ سکیں ..... یہ شخص اس خوشی کا اظہار اس طرح کر رہا تھا کہ جلسہ پر آنے والے احباب کو رس پلائے۔ دوست اس لئے بھی اس دعوت کو قبول کریں تاکہ وہ اس واقعہ کے گواہ رہیں۔
(مجلہ الجامعہ ۴/۲ صفحہ ۱۶۷)

اپنے خدام اور دوستوں سے حُسنِ سلوک اور شفقت

محترم مرزا عبد الحق صاحب (صوبائی امیر) اپنی ایک سرگذشت میں حضور کے حسن سلوک اور شفقت کے واقعات یوں بیان کرتے ہیں
"میرا معمول تھا کہ مَیں ہفتہ کی شام کو (گورداسپور سے) سائیکل پر قادیان چلا جاتا ..... سارے سال میں شاید ہی کوئی ہفتہ ہوتا جب قادیان جانے میں ناغہ ہوتا۔ ہفتہ کی شام سے ہی حضور کی صحبت نصیب ہونی شروع ہو جاتی ... حضور کی کشش ایسی تھی کہ مَیں اسے بیان نہیں کر سکتا۔ یہ کشش اس حُسن و احسان کا نتیجہ تھی جس میں آپ کو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نظیر بنایا۔
مجھے ساری عمر میں ایک ابتلاء پیش آیا لیکن وہ تھا بڑا سخت۔ یہ ۱۹۲۶ء کی بات ہے مَیں نے قادیان جا کر حضور کی خدمت میں تفصیل عرض کی میری طبیعت میں اس وقت سخت جوش تھا ..... حضور نے نہایت توجہ اور تحمل سے قریباً نصف

گھنٹہ سُنا۔ رتی بھر بھی ترشی رُوئی کا اظہار نہ فرمایا۔ اگلی صبح کو حضور کا ایک لمبا خط ملا۔ جس میں حضور نے تحریر فرمایا کہ مَیں نے ساری رات کمر چارپائی کے ساتھ نہیں لگائی اور آپ کے لئے دعا کرتا رہا۔ یہاں تک کہ صبح کی نماز سے قبل الہام ہوًا " السلام علیکم" اس سے تسلّی ہوئی کہ اللہ تعالیٰ میری بھی اور آپ کی بھی حفاظت فرمائے گا۔

محترم مرزا صاحب ایک اور واقعہ یوں بیان فرماتے ہیں۔

"ایک دفعہ مجھے اطلاع ملی کہ حضور دو چار دن کے لئے مالیر کوٹلہ تشریف لے جا رہے ہیں۔ مَیں نے حضور کی خدمت میں بذریعہ خط یا تار راستہ میں ملنے کی اجازت چاہی۔ حضور نے فرمایا ہم بیاس ریلوے سٹیشن پر آپ کا فلاں وقت انتظار کریں گے اور وہاں سے آپ کو کار پر ساتھ لے جائیں گے۔ مَیں گورداسپور سے دیر سے چل سکا اور بیاس مغرب کی نماز کے بعد پہنچا جو مقررہ وقت سے کئی گھنٹے بعد تھا۔ حضور نے صرف اتنا فرمایا کہ ہم نے اتنے گھنٹے آپ کا انتظار کیا ہے۔ پھر عشاء کے وقت اس عاجز کو اپنے ساتھ لے کر روانہ ہوئے مجھ پر کسی ناراضگی کا اظہار نہ فرمایا۔ حالانکہ اس روز حضور کا بہت سارا وقت ضائع ہوًا۔" (مجلہ الجامعہ ۴/۲ صد ۱۴۲)

مکرم جمعدار فضل دین صاحب ایک واقعہ جس میں کارکنان سے ہمدردی کی ایک جھلک نظر آتی ہے۔ بیان کرتے ہیں۔

"مَیں ۱۹۵۴ء میں جب ربوہ میں دیگر عمارات کی نگرانی کے علاوہ تحریک جدید کی عمارات .... کی نگرانی کر رہا تھا تو مجھے آٹھ ہزار پچاس روپے دے کر لاہور سے لوہا خریدنے کے لئے بھیجا گیا۔ ان دنوں لوہا گورنمنٹ کی زیرِ نگرانی کنٹرول پر بکتا تھا۔ مَیں کئی دن تک کنٹرولر کے دفتر میں جیب میں روپیہ ڈال کر جاتا رہا۔ آخری روز مَیں جیب میں پانچ ہزار دو سَو روپے ڈال کر لے گیا۔ جواب ملا کل آنا۔ واپسی پر مَیں انارکلی سے ایک ٹانگہ میں سواریوں کے درمیان بیٹھا جب ٹانگہ سے اتر کر گھر میں داخل ہوا تو رقم جس بٹوہ میں تھی اسے گُم پایا۔ مَیں نے پولیس میں رپورٹ درج کرا دی۔ مَیں نے پہلے روز ہی حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کو اطلاع کر دی۔ جیب باقی تین ہزار روپے کا لوہا لے کر ربوہ پہنچا تو یہ تحریر لکھ دی کہ مَیں بقیہ رقم (گمشدہ) ادا کر دوں گا۔ اگر مَیں ادا نہ کر سکا تو میری اولاد یہ رقم ادا کرے گی۔

یہ خبر حضور کو کسی ذریعہ سے پہنچ گئی۔ حضور نے بعض احباب سے معلوم کیا کہ جب جمعدار فضل الدین کو آٹھ ہزار روپیہ دیا گیا تو روپے کی حفاظت کے لئے اس بوڑھے اور کمزور انسان کے ساتھ کیا کسی اور شخص کو بھی بھیجا گیا تھا۔ جواب ملنے کے بعد حضور نے ایک تحریر وکیل اعلیٰ تحریک جدید ربوہ کو بھجوائی کہ یہ روپیہ جمعدار صاحب سے وصول نہ کیا جائے۔

ضروری تصحیح

ماہنامہ انصاراللہ جولائی ۱۹۹۳ء (قرآن نمبر) کے سرورق پر حضرت مسیح موعود کا ایک شعر شائع ہوًا ہے وہ اس طرح پڑھا جائے ؎ "وہ ہمیں دلستاں تلک لایا ۔ اس کے پانے سے یار کو پایا
(روحانی خزائن جلد ا صد ۲۴۴ براہین احمدیہ۔ ہر چہار حصص)

احباب تصحیح فرمالیں۔

تضمین

"ہردم از کاخِ عالم آوازیست....." (دُرِّ ثمین فارسی)

(یہ نظامِ عالم گواہی دے رہا ہے کہ اس جہان کا کوئی بانی اور صانع ہے)

کون و مکاں سے آتی ہے ہر دم یہی صدا
صانع کوئی ضرور ہے اس کائنات کا

معمار کے وجود پہ تعمیر ہے دلیل
بنیاد ہی بتاتی ہے بانی کا مرتبہ

لیل و نہار اور مہ و سال کا نظام
کرتا ہے ہم کو قادرِ مطلق سے آشنا

اِک ذرّۂ حقیر سے تا نیّرِ فلک
ہوتی ہے ایک ذات پہ ہر شئی کی انتہا

بادل کی گھن گرج ہو یا نغمہ نسیم کا
تسبیح کا طریق ہے گویا جُدا جُدا

شادابیٔ چمن سے عیاں ہے کسی کا ہاتھ
اس کا جمال و حُسن ہے اک عکس یار کا

کشتی کو پانیوں میں رواں دیکھ کر زباں
کہتی ہے اس کو کوئی چلاتا ہے ناخُدا

کب تک رہے گا ضدّ و تعصّب میں فلسفی
ہر سمت ہیں شواہدِ خلّاقِ دوسرا

شبّیر پُر ہے نورِ بصیرت سے جس کا دل
حاصل ہے اس کو لذّتِ دیدارِ دلرُبا

(چوہدری شبّیر احمد)

روزہ کے چند ضروری مسائل

(ماخوذ از فقہ احمدیہ جلد دوم)

• روزہ کیلئے نیت ضروری ہے: جس شخص کا روزہ رکھنے کا ارادہ ہو اسے روزہ رکھنے کی نیت ضرور کرنی چاہیئے۔ فجر سے پہلے روزہ کی نیت کرنی چاہیئے۔ نیت کیلئے کوئی معین الفاظ دہرانے ضروری نہیں۔ • روزہ رکھنے اور افطار کے اوقات: طلوع فجر سے تھوڑا پہلے انسان کھا پی لے اور روزہ کی نیت کرلے (طلوع آفتاب کے وقت سے ایک گھنٹہ بائیس منٹ پہلے صبح صادق ہے اس سے پہلے سحری کا وقت ہے) اور غروب آفتاب کے معاً بعد روزہ کھولنا اور کھانا پینا سنتِ نبوی ہے۔ • روزہ کا افطار اور دعا: روزہ کھجور اور یہ میسر نہ ہو تو پانی سے افطار کرنا مسنون ہے۔ روزہ کے افطار کرتے وقت یہ دعا پڑھی جائے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ۔ (سنن ابوداؤد) اے اللہ میں نے تیری خاطر روزہ رکھا ہے اور تیرے ہی رزق سے میں نے افطار کیا ہے۔ بعد افطار یہ کہے۔ ذَھَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ (ایضاً) پیاس دور ہوگئی اور رگیں تر و تازہ ہوگئیں اور اجر ثابت ہوگیا اگر خدا نے چاہا۔ کسی روزہ دار کو روزہ افطار کروانا روزہ رکھنے کے برابر کا ثواب ہے (جامع ترمذی)۔ • نواقض روزہ: ۱۔ جان بوجھ کر کھانے پینے اور ازدواجی (جنسی) تعلق قائم کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ ۲۔ انیما کروانے ٹیکہ لگوانے اور جان بوجھ کر قے کرنے سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اس پر روزہ کی قضا (دوبارہ رکھنا) واجب نہیں اگر جان بوجھ کرتے کرے تو روزہ بعد میں دوبارہ رکھے۔ • روزہ توڑنے کا کفارہ: رمضان کا روزہ عمداً توڑنے والے کیلئے اس روزہ کی قضا کے علاوہ کفارہ ساٹھ روزے متواتر رکھنا بھی واجب ہے اگر روزہ رکھنے کی استطاعت نہ ہو تو اپنی استطاعت کے مطابق ساٹھ مسکینوں غریبوں کو کھانا کھلانا دکھلائے یا ایک غریب کو ساٹھ دن کا راشن یا اسکی قیمت دے۔ • وہ باتیں جن سے روزہ نہیں ٹوٹتا: ۱۔ بھول کر کھا پی لے۔ ۲۔ بلا اختیار پیٹ میں، دھواں گرد و غبار مکھی مچھر یا کلی کرنے وقت چند قطرے پانی چلا جائے۔ ۳۔ کان میں پانی جانے (نہاتے وقت) دوا ڈالنے۔ بلغم نگلنے۔ ۴۔ بلا اختیار قے آنے آنکھ میں دوا ڈالنے نکسیر چھوٹنے۔ دانت سے خون جاری ہونے۔ ۵۔ چیچک کا ٹیکہ لگوانے سے۔ ۶۔ مسواک یا سادہ یا برش کرنے۔ ۷۔ خوشبو سونگھنے۔ ۸۔ ناک میں دوا چڑھانے۔ ۹۔ سر یا داڑھی پر تیل لگانے۔ ۱۰۔ بچے یا بیوی کا بوسہ لینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

• سفر میں روزہ کی ممانعت اور وضاحت: ۱۔ سفر میں روزہ رکھنا حکم عدولی ہے۔ رمضان کا روزہ رکھنے والے کو "عصاۃ" قرار دیا گیا ہے۔ جن احادیث سے رخصت معلوم ہوتی ہے امام زہری نے ان احادیث کو پہلے کی قرار دیا ہے۔ ۲۔ مرکز وطن ثانی ہے اس لئے مسافر قیام مرکز کے دوران روزہ رکھ لے تاہم رخصت بھی جائز ہے۔ ۳ مرکز کی طرف سفر بھی سفر ہی ہے۔ اس لئے روزہ نہ رکھے۔ ۴۔ جس کی ڈیوٹی سفر سے متعلق ہو۔ ڈرائیور۔ گارڈ۔ پائیلٹ۔ سفری ایجنٹ۔ پوسٹ مین اور مستقل سفر یا بطور ڈیوٹی سفر کرنے والے مقیم کے حکم میں ہیں۔ رمضان کے روزے رکھیں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سفر میں روزہ کے حکم کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اگر ریل کا سفر ہو کوئی تکلیف کسی قسم کی نہ ہو تو رکھ لے ورنہ خدا تعالیٰ کی رخصت سے فائدہ اٹھائے۔" (الحکم ۲۴ سنہ ۱۹۰۰)

اداریہ

"وہ علوم ظاہری اور باطنی سے پُر کیا جائے گا"

سیّد الانبیاء والاصفیا حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آخری زمانہ میں مسیح موعود کے ظہور کی خبر دیتے ہوئے یہ بھی پیشگوئی فرمائی تھی "یَتَزَوَّجُ وَیُوْلَدُ لَہٗ۔" (مشکوٰۃ المصابیح) کہ مسیح موعود شادی کریں گے اور آپ کی اولاد ہوگی۔ شادی اور اولاد فطری امور ہیں مگر جب پیشگوئی کے رنگ میں کسی عظیم وجود کے بارہ میں خبر ہو تو اسے خاص اہمیت اور عظمت حاصل ہوتی ہے۔ اس طرح حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مبارک زبان سے نکلے ہوئے الفاظ بڑی شان کے حامل ہیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس حدیث کی وضاحت یوں فرماتے ہیں۔ "قَدْ أَخْبَرَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أَنَّ المسیح الموعود یتزوّج وَیُولدلہٗ ففی ھذا اِشارۃ الیٰ أَنَّ اللہ یوتیہ ولداً صالحاً یشابہ اباہ ولا یأباہ یکون عباد اللہ المکرمین۔" (روحانی خزائن جلد ۵ ص ۵۷۸ حاشیہ)

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر فرمایا کہ مسیح موعود شادی کریں گے اور ان کے ہاں اولاد ہوگی۔ اس میں اس امر کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں ایک ایسا نیک بیٹا عطا کرے گا جو نیکی کے لحاظ سے اپنے باپ کے مشابہ ہوگا نہ کہ مخالف اور وہ اللہ تعالیٰ کے معزز بندوں میں سے ہوگا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے الٰہی منشاء کے مطابق ہوشیار پور کا سفر کیا اللہ تعالیٰ سے تائید و نصرتِ دین کے لئے دعائیں کیں چنانچہ آپ نے خدا تعالیٰ سے خبر پا کر پیشگوئی مصلح موعود کا اعلان فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو خبر دی۔

"مَیں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اس کے موافق جو تُو نے مجھ سے مانگا۔ سو مَیں نے تیری تضرعات کو سُنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایہ قبولیت جگہ دی۔..... سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔....." (اشتہار ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء مندرجہ تبلیغ رسالت)

پسرِ موعود کے بارہ میں یہ پیشگوئی حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد کے مبارک وجود میں لفظاً لفظاً پوری ہوئی اور تائیداتِ الٰہیہ سے عملاً بھی ثابت ہوا کہ آپ ہی پیشگوئی مصلح موعود کے حقیقی مصداق ہیں۔

اس پیشگوئی میں ایک خبر یہ بھی تھی کہ "وہ علوم ظاہری اور باطنی سے پُر کیا جائے گا۔" آپ کے مبارک وجود سے اس کا بھی مہتم بالشان ظہور ہوا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسے قرآنی علوم و معارف عطا کئے کہ آپ نے تمام علماء و فضلاء اور دیگر علوم کے ماہرین کو للکارا کہ آپ تمام علوم کے مقابلہ میں قرآن کریم کی افضلیت کو ثابت کر سکتے ہیں۔ ۱۹۴۴ء میں آپ نے دنیا کو چیلنج کرتے ہوئے فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتہ کے ذریعہ مجھے قرآن کریم کا علم عطا فرمایا ہے اور میرے اندر ایسا ملکہ پیدا کر دیا ہے کہ جس

مسائل روزہ کے بارہ میں چند اہم ارشادات

حضرت مسیح موعود علیہ السلام بیمار اور مسافر کے بارہ میں فرماتے ہیں

"جو شخص مریض اور مسافر ہونے کی حالت میں ماہِ صیام میں روزہ رکھتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے صریح حکم کی نافرمانی کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے صاف فرما دیا ہے کہ بیمار اور مسافر روزہ نہ رکھے۔ مرض سے صحت پانے اور سفر کے ختم ہونے کے بعد روزے رکھے۔ خدا کے اس حکم پر عمل کرنا چاہیئے۔ کیونکہ نجات فضل سے ہے اور اپنے اعمال کا زور دکھا کر کوئی شخص نجات حاصل نہیں کر سکتا۔ خدا تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ مرض تھوڑی ہو یا بہت اور سفر چھوٹا ہو یا لمبا بلکہ حکم عام ہے اور اس پر عمل کرنا چاہیئے۔ مریض اور مسافر اگر روزہ رکھیں گے تو ان پر حکم عدولی کا فتویٰ لازم آئے گا۔" (بدر ۱۷، اکتوبر ۱۹۰۷ء) حضرت خلیفۃ المسیح الثانی فرماتے ہیں۔ "میرے نزدیک ایسے لوگ بھی ہیں جو روزہ کو بالکل معمولی حکم تصوّر کرتے ہیں اور چھوٹی چھوٹی وجہ کی بناء پر روزہ ترک کر دیتے ہیں بلکہ اس خیال سے بھی کہ ہم بیمار ہو جائیں گے روزہ چھوڑ دیتے ہیں حالانکہ یہ کوئی عذر نہیں کہ آدمی خیال کرے میں بیمار ہو جاؤں گا..... روزہ ایسی حالت میں ہی ترک کیا جا سکتا ہے کہ آدمی بیمار ہو اور وہ بیماری بھی اس قسم کی ہو کہ اس میں روزہ رکھنا مضر ہو.... وہ بیماری کہ جس پر روزہ کا کوئی اثر نہیں پڑتا اس کی وجہ سے روزہ ترک کرنا جائز نہیں ہوگا۔" (الفضل ۱۱۔ اپریل ۱۹۲۵ء)

روزہ رکھنے کی عمر

روزہ رکھنے کی عمر کے بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی فرماتے ہیں۔ "کئی ہیں جو چھوٹے بچوں سے بھی روزہ رکھواتے ہیں۔ حالانکہ ہر ایک فرض اور حکم کے لئے الگ الگ حد ہیں اور الگ الگ وقت ہوتا ہے۔ ہمارے نزدیک بعض احکام کا زمانہ چار سال کی عمر سے شروع ہو جاتا ہے اور بعض ایسے ہیں جن کا زمانہ سات سال سے بارہ سال تک ہے اور بعض ایسے ہیں جن کا زمانہ ۱۵ یا ۱۸ سال کی عمر سے شروع ہوتا ہے۔ میرے نزدیک روزوں کا حکم ۱۵ سے ۱۸ سال تک کی عمر کے بچے پر عائد ہوتا ہے اور یہی بلوغت کی حد ہے۔ ۱۵ سال کی عمر سے روزہ رکھنے کی عادت ڈالنی چاہیئے اور ۱۸ سال کی عمر میں روزے فرض سمجھنے چاہئیں۔ بچوں کی صحت کو قائم رکھنے اور ان کی قوت کو بڑھانے کے لئے روزہ رکھنے سے انہیں روکنا چاہیئے۔ اس کے بعد جب ان کا وہ زمانہ آجائے جب وہ اپنی قوت کو پہنچ جائیں جو ۱۵ سال کی عمر کا زمانہ ہے تو پھر ان سے روزے رکھوائے جائیں اور وہ بھی آہستگی کے ساتھ۔ پہلے سال جتنے رکھیں دوسرے سال ان سے کچھ زیادہ اور تیسرے سال اس سے زیادہ رکھوائے جائیں۔ اس طرح بتدریج ان کو روزہ کا عادی بنایا جائے۔"

(الفضل ۱۱۔ اپریل ۱۹۲۵ء)

"بوڑھا جس کے قویٰ مضمحل ہو چکے ہیں اور روزہ اسے زندگی کے باقی اشغال سے محروم کر دیتا ہے اس کیلئے روزہ رکھنا نیکی نہیں۔ پھر وہ بچہ جس کے قویٰ نشو و نما پا رہے ہیں اور آئندہ ۵۰۔۶۰ سال کیلئے طاقت کا ذخیرہ جمع کر رہے ہیں اس کیلئے بھی روزہ رکھنا نیکی نہیں ہو سکتا مگر جس میں طاقت ہے اور جو رمضان کا مخاطب ہے وہ اگر روزہ نہیں رکھتا تو گناہ کا مرتکب ہے۔"

(الفضل ۲۔ فروری ۱۹۳۳ء)

خبرنامہ انصار

نتیجہ امتحان سہ ماہی سوم ۱۹۹۳ء

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اراکین مجلس انصار اللہ پاکستان کے علم و فضل میں ترقی کے مرکزی لائحہ عمل مطالعہ نصابی کُتب و امتحانات کے ضمن میں سہ ماہی امتحان میں ۲۲۴ مجالس کے کُل ۲۴۳۸ انصار نے حصّہ لیا۔ جن میں سے مندرجہ ذیل انصار نے نمایاں پوزیشن حاصل کی۔

۱۔ مکرم صوفی محمد اسحٰق صاحب۔ دار العلوم غربی۔ اوّل
۲۔ مکرم عبد اللطیف شرما صاحب۔ حیدر آباد۔ دوم
۳۔ مکرم چوہدری عبد القدیر صاحب۔ راولپنڈی۔ سوم

نیز جن انصار نے اس امتحان میں خصوصی توجہ، شوق اور مثالی محنت سے اپنے پرچے حل کر کے بر وقت مرکز کو ارسال کئے اور وہ خصوصی گریڈ کے مستحق قرار پائے ان کے نام بغرض دعا درج کئے جاتے ہیں۔

خصوصی گریڈ:۔ مکرم محمد ابراہیم شاد صاحب (خانیوال) مکرم فصیح الدین احمد صاحب (کراچی نارتھ) مکرم عزیز احمد طاہر صاحب (ٹوبہ ٹیک سنگھ) مکرم قاضی سید احمد صاحب (لاہور کینٹ) مکرم عبد السلام ارشد صاحب (راولپنڈی صدر) مکرم مرزا بشیر احمد صاحب (جیکب آباد) مکرم شمس الدین صاحب اسلم (پشاور صدر) مکرم خالد محمود بھٹی صاحب (ٹاؤن شپ لاہور) مکرم عبد القادر بھٹی صاحب (گوجرانوالہ) مکرم پیر محمد صاحب (نور نگر سندھ) مکرم سید محمود احمد شاہ صاحب بخاری (گلشن اقبال کراچی) مکرم فخر الدین احمد راجہ صاحب۔ مکرم حکیم مرزا حبیب مدنی صاحب۔ مکرم نعیم احمد خان صاحب (ناظم آباد کراچی) مکرم نور احمد ہاشمی صاحب (قصور) مکرم ملک عبد العزیز صاحب (دوالمیال) مکرم چوہدری ناصر احمد صاحب کھچی (اٹک) مکرم میاں عبد الحیٔ صاحب۔ مکرم شریف احمد صاحب۔ مکرم جلال الدین شاہ صاحب (سیالکوٹ) مکرم منیر احمد صاحب (لودھراں) مکرم چوہدری عبد الغنی صاحب۔ مکرم احمد الدین خان صاحب۔ مکرم میاں غلام احمد صاحب۔ مکرم مرزا منور محمود اشرف صاحب (فیصل آباد) مکرم خلیل احمد صاحب شاہد۔ مکرم محمد علیم الدین صاحب۔ مکرم محمد یوسف بقاپوری صاحب۔ مکرم خالد محمود صاحب۔ مکرم عبد المنان فیاض صاحب (اسلام آباد شرقی) مکرم محمود احمد بشیر صاحب۔ مکرم محبوب احمد صاحب (جھنگ صدر) مکرم شریف احمد اشرف صاحب (گوجر خان) مکرم ڈاکٹر محی الدین صاحب۔ مکرم ملک محمد اکرم صاحب۔ مکرم خواجہ عبد الغفار ڈار صاحب (راولپنڈی) مکرم محمود مجیب اصغر صاحب (مظفر گڑھ) مکرم رانا محمد خان صاحب۔ مکرم مقبول احمد صاحب چوہدری (بہاد نگر)

مکرم محبوب الٰہی صاحب ۔ مکرم شیخ کریم الدین صاحب (بہاولپور) مکرم عمر حیات صاحب (چک ۵۸۱ ٹوبہ ٹیک سنگھ) مکرم حکیم افضل فاروق صاحب (اوچ شریف) مکرم مبشر احمد گوندل صاحب (حیدرآباد) مکرم نثار احمد صاحب قریشی (سرگودھا) مکرم چوہدری ظفراللہ خان صاحب ساہی (سمن آباد ۔ لاہور) مکرم رانا مبارک احمد صاحب ۔ مکرم ظہور احمد قریشی صاحب (علامہ اقبال ٹاؤن ۔ لاہور) مکرم میاں مبارک علی صاحب ۔ مکرم محمد رمضان صاحب (شاد باغ ۔ لاہور) مکرم محمد رشید طارق صاحب (سلطانپورہ ۔ لاہور) مکرم منور احمد جاوید صاحب ۔ مکرم مبشر احمد صاحب (واہ کینٹ) مکرم محمود احمد صاحب (شیخوپورہ) مکرم نثار احمد چوہدری صاحب (جہانیاں) مکرم محمد رفیق چغتائی صاحب (اسلام آباد شمالی) مکرم شمس الدین سیال صاحب (بورے والا) مکرم محمد سرور صاحب (انور آباد سندھ) مکرم قریشی محمد عبداللہ صاحب (دارالرحمت وسطی) مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب (دارالرحمت شرقی) مکرم رفیق احمد صاحب ثاقب (دارالعلوم غربی) مکرم ملک محمد اعظم صاحب (دارالعلوم غربی) مکرم ڈاکٹر فیض اللہ صاحب (دارالعلوم غربی) مکرم ماسٹر بشارت احمد صاحب (دارالعلوم وسطی) مکرم چوہدری محمد اسحٰق صاحب (دارالبرکات) مکرم تنویر احمد شاہ صاحب (دارالعلوم) مکرم عبدالسلام اسلام صاحب (دارالفتوح) مکرم مرزا لطف الرحمٰن صاحب ۔ مکرم عبدالرشید رازی صاحب (دارالصدر جنوبی) مکرم سلطان احمد صاحب پیرکوٹی ۔ مکرم سعید احمد صاحب (دارالرحمت غربی) مکرم صوفی رمضان علی صاحب ۔ مکرم خواجہ برکات احمد صاحب (ناصر آباد کالونی) مکرم سید محمد میاں سلیم صاحب ۔ مکرم عبدالرشید صاحب سماٹری ۔ مکرم چوہدری محمد شریف صاحب بی اے ۔ مکرم مسعود احمد ظفر صاحب ۔ مکرم نصیر احمد صاحب راجپوت (عزیز آباد ۔ کراچی) مکرم قیوم شاہد صاحب (مارٹن روڈ ۔ کراچی) مکرم اشفاق حسین صاحب مکرم عبدالمالک خان صاحب ۔ مکرم راجہ رشید احمد صاحب (ماڈل ٹاؤن ۔ کراچی) مکرم مورانی نثار احمد صاحب راٹھور (نوکوٹ) مکرم محمود احمد صاحب ایم ۔ ایس سی (لاہور صدر)

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام انصار کو صحت و سلامتی کے ساتھ علم و فضل کے حامل مرکزی امتحانوں میں پہلے سے بڑھ کر حصہ لینے کی توفیق دے اور اپنے فضل سے اللہ تعالیٰ تمام انصار کا وجود باعثِ خیر و برکت اور نافع الناس بنائے ۔ آمین

خاکسار منور شمیم خالد (قائد مجلس انصاراللہ ۔ پاکستان)

...خریدار ہیں جو بڑی شہری مجالس کیلئے قابلِ تقلید ہے) مجلس ربوہ کے مندرجہ ذیل ۱۹ حلقہ جات نے اپنی تعداد انصار کا ۵۰٪ سے ۸۰٪ خریدار بنائے ہیں ۔ دارالصدر غربی قمر ۔ دارالصدر غربی لطیف ۔ دارالصدر شمالی ۔ دارالفضل ۔ دارالصدر جنوبی ۔ گولبازار ۔ باب الابواب ۔ دارالیمن غربی ۔ بیوت الحمد ۔ دارالفتوح ۔ دارالرحمت وسطی ۔ دارالعلوم غربی صادق ۔ دارالعلوم غربی خلیل ۔ دارالعلوم غربی ثنا ۔ دارالعلوم وسطی ۔ چھنیاں ۔ دارالنصر غربی الف ۔ دارالنصر وسطی ۔ دارالشکر ۔

اللہ تعالیٰ ان سب تعاون کرنے والے احباب کو جزائے خیر عطا فرمائے ۔ آمین

تحریکِ جدید کے ضمن میں مجلس انصاراللہ کی ذمّہ داری

عہدیداران کی خاص توجہ کے لئے

۱ دفتر اوّل کے تمام مرحومین کے بند کھاتوں کا ان کے ورثاء کے ذریعہ از سرِ نَو احیاء کروانا۔

۲ اب تک تحریک جدید میں شامل نہ ہونے والے تمام افرادِ جماعت بشمول نَو مبایعین کو اس کے دفتر چہارم میں شامل کرنا۔ (کم از کم وعدہ -/۲۴ روپے سالانہ ہے)

۳ ہر غیر معیاری وعدہ کو معیاری بنانا۔ معیاری وعدہ ایک ماہ کی کُل آمد کا کم از کم پانچواں حصّہ ہے۔

۴ زیادہ سے زیادہ افرادِ جماعت کو معاونین خصوصی بنانا۔ اس کے لئے معیارِ اوّل کا کم از کم وعدہ ایک ہزار روپے اور معیارِ دوم کا کم از کم وعدہ پانچ صد روپے ہے۔

۵ زیادہ مالی وسعت رکھنے والے مخلصین سے ان کی حیثیت کے مطابق وعدے لینا۔

۶ اپنی مساعی اور نتیجہ سے مُعیّن اعداد و شمار کے ساتھ مرکز کو باقاعدہ اطلاع دیتے رہنا۔

ملک منور احمد جاوید
قائد تحریک جدید مجلس انصاراللہ پاکستان)

اہلِ علم حضرات سے ضروری گذارش

ماہنامہ انصاراللہ احبابِ جماعت خصوصاً انصاراللہ کی علمی اخلاقی اور روحانی نشوونما کیلئے ایک لمبے عرصہ سے مصروفِ عمل ہے قارئین کرام اور اہلِ علم حضرات سے یہ نہایت ضروری گذارش ہے کہ وہ رسالہ کو زیادہ مفید اور دلچسپ بنانے کیلئے ادارہ سے تعاون فرمائیں اور علمی ادبی اخلاقی نفسیاتی اور معاشرتی مسائل پر مضامین بھجوا کر قلمی معاونت فرمائیں خاص موقعوں سے متعلق مضامین رسالہ کی اشاعت سے ایک ماہ قبل ارسال کریں تا کہ اشاعت کیلئے جگہ پا سکیں۔ (ایڈیٹر)

مجلس انصاراللہ ربوہ کی قابلِ تقلید مساعی

مجلس ربوہ کے منتظم اشاعت مکرم ملک محمد اعظم صاحب نے مسلسل محنت اور نہایت اخلاص سے ماہنامہ انصاراللہ کیلئے مثالی کارکردگی سے اشاعت بڑھائی ہے۔ ادارہ ان کا ممنون ہے کہ انہوں نے ایک قابلِ تقلید مثال قائم کی ہے۔ یہ مساعی مندرجہ ذیل اعداد و شمار سے ظاہر ہے۔
سال ۱۹۹۲ء میں کُل خریدار۔ ۴۱۹ سال ۱۹۹۳ء میں اضافہ۔ ۱۰۰۹ (اب کُل تعداد انصار کا ۶۶ و ۵۴ بز انصار رسالہ

باقی صفحہ ۴۰ پر

اب خدا تعالیٰ کے نزولِ رحمت کا وقت ہے

دعائیں مانگو ۔ استقامت چاہو ۔ درود بکثرت پڑھو

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"میں پھر کہتا ہوں کہ اس وقت بھی خدا تعالیٰ نے دنیا کو محروم نہیں چھوڑا اور ایک سلسلہ قائم کیا ہے۔ ہاں اپنے ہاتھ سے اس نے ایک بندہ کو کھڑا کیا اور وہ وہی ہے جو تم میں بیٹھا ہؤا بول رہا ہے اب خدا تعالیٰ کے نزول رحمت کا وقت ہے دعائیں مانگو۔ استقامت چاہو اور درود شریف جو حصولِ استقامت کا ایک زبردست ذریعہ ہے بکثرت پڑھو مگر نہ رسم اور عادت کے طور پر بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حُسن و احسان کو مدّنظر رکھ کر اور آپ کے مدارج اور مراتب کی ترقی کے لئے اور آپ کی کامیابیوں کے واسطے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ قبولیتِ دعا کا شیریں اور لذیذ پھل تم کو ملے گا۔

قبولیتِ دعا کے تین ہی ذریعے ہیں۔ اوّل اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ ۔ دوم يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا تیسرا موہبتِ الٰہی۔ اللہ تعالیٰ کا یہ عام قانون ہے کہ وہ نفوس انبیاء کی طرح دنیا میں بہت سے نفوس قدسیہ ایسے پیدا کرتا ہے جو فطرتاً استقامت رکھتے ہیں۔

یہ بات بھی یاد رکھو کہ فطرتاً انسان تین قسم کے ہوتے ہیں ایک فطرتاً ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ دوسرے مُقْتَصِدٌ یعنی کچھ نیکی سے بہرہ ور اور کچھ بُرائی سے آلودہ، سوم بُرے کاموں سے متنفر اور سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ۔ پس یہ آخری سلسلہ ایسا ہوتا ہے کہ اجتباء اور اصطفاء کے مراتب تک پہنچتے ہیں اور انبیاء علیہم السلام کا گروہ اسی پاک سلسلہ میں سے ہوتا ہے اور یہ سلسلہ ہمیشہ ہمیشہ جاری ہے دنیا ایسے لوگوں سے خالی نہیں۔"

(ملفوظات جلد نہم صـ۲۳)

طرح کسی کو خزانہ کی کنجی مل جاتی ہے۔۔۔۔ دنیا کا کوئی علم نہیں جو میرے سامنے آئے اور میں قرآن کریم کی افضلیت اس پر ظاہر نہ کر سکوں۔" (الفضل ۱۸- فروری ۱۹۵۸ء)

اللہ تعالیٰ کی صفت علیم پوری شان اور جاہ و جلال سے آپ کے ذریعہ جلوہ گر ہوئی اور آپ نے قرآنی نقطہ نظر سے تمام علوم میں دنیا کی راہنمائی کی۔ آپ نے قرآن کریم کی تفسیر پر تقریباً دس ہزار صفحات لکھے۔ تفسیر کبیر کی دس جلدیں بھی اسی کا حصہ ہیں۔ آپ نے علم کلام روحانیات اخلاق و عقائد سیرت و سوانح۔ تاریخ۔ فقہ۔ سیاسیات برصغیر و کشمیر۔ تحریک احمدیت۔ کے مخصوص مسائل پر ۲۲۵ کتب و رسائل تحریر فرمائے۔ اس عظیم الشان علمی کارنامہ سے دنیا میں ایک فکری اور علمی انقلاب برپا کر دیا اور بڑے بڑے دانشور اور فضلاء آپ کے علمی تبحر کے قائل ہو گئے۔ اس طرح دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کامیاب مدافعت سے حقیقت پسند دنیا نے آپ کی عظمت کا اعتراف کیا۔ اور آج ہمارے دل سے یہ دعا نکلتی ہے۔

ع ملت کے اس فدائی پہ رحمت خدا کرے

نزولِ رحمت کے مبارک ایّام

ایک حدیث میں اللہ تعالیٰ کی رحمت پر سچا ایمان رکھنے والے اور محاسبہ نفس کرنے والے دلی اخلاص سے روزہ دار کیلئے خوشخبری دی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے نئی روحانی زندگی دیتا ہے اور اسکے گناہ اس طور پر معاف کر دیئے جاتے ہیں کہ وہ ایک معصوم انسان ہو جاتا ہے۔ اس طرح پر روزہ کی عبادت کو ڈھال قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلصِّیَامُ جُنَّۃٌ (صحیح بخاری باب فضل الصیام) کہ روزہ ایک ڈھال ہے۔ جس طرح ظاہری طور پر ایک انسان ڈھال کے ذریعہ سے اپنے آپ کو ہر حملہ سے محفوظ رکھتا ہے اسی طرح روزہ کی عبادت سے ناجائز امور تو الگ رہے بعض جائز اور حلال کاموں سے بھی رکتا ہے اس طرح ہر شیطانی حملہ اور منہیات سے محفوظ رہتا ہے اور روزہ اس کے لئے ڈھال قرار پاتا ہے۔

پس یہ مبارک مہینہ خدائے مہربان کی طرف سے مغفرت اور بخشش کا موجب ہے اور اس کا اوّل و آخر کامل رحمت و برکت کا باعث ہے۔ چنانچہ مشکوٰۃ کی ایک حدیث میں ہے۔

وَهُوَ شَهْرٌ اَوَّلُهٗ رَحْمَةٌ وَّ اَوْسَطُهٗ مَغْفِرَةٌ وَّ آخِرُهٗ عِتْقٌ مِّنَ النَّارِ۔

ترجمہ:۔ (رمضان کا مہینہ ایسا بابرکت ہے) کہ اس کا پہلا عشرہ رحمت ہے اس کے درمیان میں مغفرت ہے اور آخری حصہ (انجام کار) آگ سے مکمل نجات ہے۔

حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کی عظیم الشان برکات کو بڑے اختصار کے ساتھ بیان فرمایا ہے

اور جوامع الکلم کی شاہکار اس حدیثِ رسول میں نہایت مؤثر انداز میں نزول رحمت کا ذکر کر کے طلب مغفرت کی طرف متوجہ کیا گیا ہے اور انجام کار ہر بُرائی اور بدی کی آگ سے انسان کو بچنے کی خوشخبری دی گئی ہے۔ اب ماہِ رمضان کی آمد آمد ہے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنی رحمتوں اور برکتوں کے ساتھ آنے والے دلوں کو روحانی بہار کا موجب بنائے۔

؎ ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق

گذشتہ ماہ (جنوری) میں ہمارے تین انصارِ دین، جاں نثارانِ احمدیت محترم میاں عبد الحیٔ صاحب سابق مربی سلسلہ احمدیہ انڈونیشیا، محترم سید مسعود مبارک صاحب ناظر مال خرچ اور محترم پروفیسر صوفی بشارت الرحمٰن صاحب وکیل التعلیم تحریک جدید بالترتیب ۱۹، ۲۱ اور ۲۶ جنوری کو وفات پا گئے۔ ہمارے یہ واقفین زندگی بزرگ آخر دم تک سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمت میں مصروف عمل رہے۔ محترم میاں عبد الحیٔ صاحب انڈونیشیا، مشرق بعید اور پاکستان میں ایک لمبے عرصہ تک بڑے اخلاص و فدائیت سے اشاعتِ دین کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ بڑے سادہ لوح متوکل اور خوش خُلق دوست تھے۔ آپ کے کلام میں بڑا اثر و جذب تھا۔ بات کرتے تو دل میں اُتر جاتے۔ محترم سید مسعود مبارک صاحب صدر انجمن احمدیہ کے انتظامی شعبوں میں آخر دم تک فرائض ادا کرتے رہے۔ ایک لمبا عرصہ سیکرٹری مجلس کارپرداز اور پھر ناظر مال خرچ کے طور پر خدمات سرانجام دیتے رہے نہایت ہمدرد، شفیق، ملنسار، خوش مزاج، علم و ادب سے دلچسپی رکھنے والے بزرگ تھے۔

محترم پروفیسر صوفی بشارت الرحمٰن صاحب وکیل التعلیم کے طور پر آخر وقت تک خدمات بجا لاتے رہے۔ آپ کالج میں تعلیم و تدریس کا فریضہ لمبے عرصہ تک ادا کرتے رہے۔ صدر مجلس کارپرداز بہشتی مقبرہ کے منصب پر فائز رہے۔ مجلس انصار اللہ کے قائد وقف جدید اور رکن مجلس بھی رہے۔ آپ ایک جیّد عالم دین اور مفسرِ قرآن تھے۔ اور آپ کو حضور انور کے استاد ہونے کا بھی اعزاز حاصل تھا۔ حضور ایدہُ اللہ تعالیٰ نے آپ کے بارہ میں فرمایا:

"میرے استاذی المکرم ۔۔۔ بہت نیک خدمت گذار، منکسر المزاج، سادہ دل ۔۔۔ ساری عمر حقیقی وقف کے جذبہ سے خدمت کی۔"

صدق و وفا اور رضائے الٰہی پر قدم مارنے والے یہ عشاق احمدیت بے شک ہم سے رخصت ہو گئے مگر ان کی حسین یادوں کے نقوش ہمیشہ قائم رہیں گے۔ وہ دائمی زندگی پا گئے۔ اور اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے سایہ تلے ارفع مقام کے حامل ہوئے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے قرب سے نوازے۔ اور ان کی اولاد اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ آمین

امام الکلام

''رحمت کا نشان'' پیشگوئی مصلح موعود

حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام فرماتے ہیں:-

''خدائے رحیم و کریم بزرگ و برتر نے جو ہر چیز پر قادر ہے جلّ شانہٗ و عزّ اسمہٗ نے اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایا:- میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں۔ اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا سو میں نے تیری تضرعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایۂ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لدھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر! تجھ پر سلام۔ خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجہ سے نجات پاویں اور جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں اور تا دینِ اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں اور تا وہ یقین لائیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے رسول پاک محمد مصطفٰے کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔

سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک ذکی غلام تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریّت و نسل ہوگا ____ خوبصورت لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے اس کو مقدس روح دی گئی ہے اور وہ رجس سے پاک ہے وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا وہ صاحب شکوہ و عظمت اور دولت ہوگا وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح القدس کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اسے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ (اس کے معنے سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَاءِ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا''

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء مندرجہ تبلیغِ رسالت جلد اوّل)

کلام الامام

"مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق میں ہی ہوں"

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی مصلح موعود کے پُرشوکت اعلانات

۱۲۔ مارچ ۱۹۴۴ء جلسہ مصلح موعود لاہور میں سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی نے خدائے واحد و قہار کی قسم کھا کر نہایت پُرشوکت الفاظ میں اعلان فرمایا۔

"آج میں اس جلسہ میں اس واحد و قہار خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جسکی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے اور جس پر افتراء کرنے والا اسکے عذاب سے کبھی بچ نہیں سکتا کہ خدا نے مجھے اسی شہر لاہور میں ۱۳۔ ٹمپل روڈ پر شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ کے مکان میں یہ خبر دی کہ میں ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہوں اور میں ہی وہ مصلح موعود ہوں جس کے ذریعہ اسلام دنیا کے کناروں تک پہنچے گا اور توحید دنیا میں قائم ہوگی۔" (الفضل مصلح موعود نمبر ۱۸۔ فروری ۱۹۵۹ء)

جلسہ مصلح موعود لدھیانہ کے موقع پر فرمایا۔

"آج میں اہل لدھیانہ کو خبر دیتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا تعالیٰ کی طرف سے خبر پا کر قدرت اور فضل اور رحمت کے جس نشان کی خبر دی تھی وہ ظاہر ہو چکا ہے۔ جن لوگوں کے کان میں یہ آواز پہنچے وہ ان لوگوں تک اسے پہنچا دیں جو نہیں سُن رہے اور میں لدھیانہ والوں کو یہ پیغام دے کر بری الذمہ ہوتا ہوں اور ان کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ انکار کر کے نقصان نہ اٹھائیں یہ عظیم الشان پیشگوئی غیر معمولی حالات میں پوری ہو چکی ہے..... جیسا کہ نعمت اللہ صاحب والی پیشگوئی میں چار پانچ سو سال قبل بتایا گیا تھا کہ "پسرش یادگارے بینم" اور جیسا کہ پہلے انبیاء کی پیشگوئیوں میں بھی بتایا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اولاد دی اور پھر ایسا بیٹا عطا کیا جو ان پیشگوئیوں کا مصداق ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے نشانوں کے ساتھ کھڑا کیا میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ اللہ کس رنگ میں اور کس طریق سے اپنے کام کو پورا کرے گا لیکن یہ ضرور ہے کہ وہ کام ہو کر رہے گا میرے ذریعہ یا مجھ سے دین سیکھنے والے کسی اور کے ذریعہ۔ اور جہاں آج دنیا میں ہر طرف محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کرنے والے موجود ہیں وہاں گھر گھر سے درود کی آوازیں آئیں گی اور خدا تعالیٰ کا وعدہ پورا ہو کر رہے گا۔ (الفضل مصلح موعود نمبر ۱۸۔ فروری ۱۹۵۹ء)

جلسہ مصلح موعود دہلی کے موقعہ پر آپ نے فرمایا۔

"میں خدا تعالیٰ سے خبر پا کر اعلان کرتا ہوں کہ وہ پیشگوئی جس کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں فرمایا تھا۔ پوری ہو گئی ہے۔ خدا تعالیٰ نے رویاء میں مجھے اطلاع دی کہ مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق میں ہی ہوں۔ میں اس خدائے وحدہٗ لاشریک لہ، کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے کہ یہ رویاء جس کا ذکر میں نے کیا ہے خدا تعالیٰ نے مجھے بتایا ہے میں نے خود نہیں سنایا۔ اگر میں اس بیان میں سچا ہوں اور خدا شاہد ہے کہ میں سچا ہوں تو یاد رکھنا چاہیئے کہ آخر ایک دن میں اور میرے شاگردوں کے ذریعہ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ ساری دنیا پڑھے گی۔ اور ایک دن آئے گا جب ساری دنیا پر اسی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ شان کے ساتھ اسلام کی حکومت قائم ہو جائے گی جیسا کہ پہلی صدیوں میں ہوئی تھی۔"

(بحوالہ مجلۃ الجامعہ ۲/۴ صفحہ ۱۳۳)

عربی منظوم کلام

لَكَ الْحَمْدُ يَا تُرْسِيْ وَحِرْزِيْ وَجَوْسَقِيْ   بِحَمْدِكَ يَرْوِيْ كُلُّ مَنْ كَانَ يَسْتَقِيْ

اے میری پناہ اور میرے قلعہ! تیری تعریف ہو، تیری تعریف سے ہر ایک شخص جو پانی چاہتا ہو سیراب ہو جاتا ہے

بِذِكْرِكَ يَجْرِيْ كُلُّ قَلْبٍ قَدِ اغْتَنَقِ   بِحُبِّكَ يَحْيٰى كُلُّ مَيْتٍ مُمَزَّقِ

تیرے ذکر کے ساتھ ہر ایک دل ٹھہرا ہوا جاری ہو جاتا ہے اور تیری محبت کے ساتھ ہر ایک مُردہ زندہ ہو جاتا ہے

وَبِاسْمِكَ يُحْفَظُ كُلُّ نَفْسٍ مِنَ الرَّدَا   وَفَضْلُكَ يُنْجِيْ كُلَّ مَنْ كَانَ يُرْبَقِ

اور تیرے نام کے ساتھ ہر ایک شخص ہلاکت سے بچتا ہے اور تیرا فضل ہر ایک قیدی کو رہائی بخشتا ہے

وَمَا الْخَيْرُ اِلَّا فِيْكَ يَا خَالِقَ الْوَرٰى   وَمَا الْكَهْفُ اِلَّا اَنْتَ يَا مُتَّكَا التُّقٰى

اور تمام نیکی تیری طرف سے ہے۔ اے جہان آفرین! اور تُو ہی پرہیزگاروں کی پناہ ہے

وَتَعْنُوْ لَكَ الْاَفْلَاكُ خَوْفًا وَهَيْبَةً   وَتَجْرِيْ دُمُوْعُ الرَّاسِيَاتِ وَتَبْثُقُ

اور تیرے آگے خوفزدہ ہو کر آسمان جھکے ہوئے ہیں اور پہاڑوں کے آنسو جاری اور رواں ہیں

وَلَيْسَ لِقَلْبِيْ يَا حَفِيْظِيْ وَمَلْجَائِيْ   سِوَاكَ مُرِيْحٌ عِنْدَ وَقْتِ التَّاَزُّقِ

اور میرے دل کے لئے۔ اے میرے نگہبان اور پناہ! کوئی دوسرا آرام پہنچانے والا نہیں جب تنگی وارد ہو

يَمِيْلُ الْوَرٰى عِنْدَ الْكُرُوْبِ اِلَى الْوَرٰى   وَاَنْتَ لَنَا كَهْفٌ كَبَيْتٍ مُسَرْدَقِ

دُکھ کے وقت خلقت خلقت کی طرف توجہ کرتی ہے اور تُو ہمارے لئے ایسی پناہ ہے جیسے نہایت مضبوط گھر

وَاِنَّكَ قَدْ اَنْزَلْتَ اٰيٰتِ صِدْقِنَا   فَوَيْلٌ لِغُمْرٍ لَا يَرَاهَا وَيَنْهَقُ

اور تُو نے ہمارے صدق کے نشان اتارے ہیں۔ پس وہ نادان ہلاک شدہ ہے جو ان نشانوں کو نہیں دیکھتا اور بے معنی شور کرتا ہے

(القصائد الاحمدیہ ص۳۱۸ حجۃ اللہ)